﴿... اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِاللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ﴾ (آل عمران: ٧٤) ﴿... عَسٰى اَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا﴾ (بنى إسرائيل: ٨٠)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر أعلیٰ نصیر أحمد قمر

۲ جمعہ ۱۷ مارچ ۱۹۹۵ء شمارہ ۱۱

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

سچی فراست اور سچی دانش
اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کئے بغیر حاصل ہی نہیں ہو سکتی

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "انہ لقرآن کریم فی کتاب مکنون لا یمسہ المطھرون" (آل عمران: ۹۱) بلکہ یہ سارا صحیفہ قدرت کے مضبوط صندوق میں محفوظ ہے۔ کیا مطلب کہ یہ قرآن کریم ایک چھپی ہوئی کتاب میں ہے۔ اس کا وجود کاغذوں تک ہی محدود نہیں بلکہ وہ ایک چھپی ہوئی کتاب میں ہے۔ جس کو صحیفہ فطرت کہتے ہیں یعنی قرآن کی ساری تعلیم کی شہادت قانون قدرت کے ذرہ ذرہ کی زبان سے ادا ہوتی ہے۔ اس کی تعلیم اور اس کی برکات کتھا کہانی نہیں جو مٹ جائیں۔ ہر آدمی چونکہ عقل سے مدارج یقین پر نہیں پہنچ سکتا۔ اس لئے الہام کی ضرورت پڑتی ہے۔ جو تاریکی میں عقل کے لئے ایک روشن چراغ ہو کر مدد دیتا ہے .... یہ خوب یاد رکھو کہ الہام کی ضرورت قلبی اطمینان اور دلی استقامت کے لئے اشد ضروری ہے۔ میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ سب سے پہلے عقل سے کام لو۔ اور یاد رکھو کہ جو عقل سے کام لے گا اسلام کا خدا اسے ضرور ہی نظر آ جائے گا۔ کیونکہ درختوں کے پتے پتے پر اور آسمان کے اجرام پر اس کا نام بڑے جلی حرفوں میں لکھا ہوا ہے لیکن بالکل عقل ہی کے تابع نہ بن جاؤ۔ تاکہ الہام کی وقعت کو نہ کھو بیٹھو جس کے بغیر نہ حقیقی تسلی اور نہ اخلاق فاضلہ نصیب ہو سکتے ہیں .... قرآن کریم میں ان لوگوں کو جو عقل سے کام لیتے ہیں "اولوالالباب" فرمایا ہے۔ پھر اس کے آگے فرمایا ہے: "اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ" (آل عمران: ۱۹۲)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے دوسرا پہلو بیان کیا ہے۔ کہ اولوالالباب اور عقل سلیم بھی وہی رکھتے ہیں جو اللہ جل شانہ کا ذکر اٹھتے بیٹھتے کرتے ہیں۔ یہ گمان نہ کرنا چاہئے کہ عقل و دانش ایسی چیزیں ہیں جو یونہی حاصل ہو سکتی ہیں۔ نہیں۔ بلکہ سچی فراست اور سچی دانش اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کئے بغیر حاصل ہی نہیں ہو سکتی۔ اسی واسطے تو کہا گیا ہے کہ مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ نور الٰہی سے دیکھتا ہے۔ صحیح فراست اور حقیقی دانش جیسا میں نے ابھی کہا کبھی نصیب نہیں ہو سکتی جب تک تقویٰ میسر نہ ہو۔

اگر تم کامیاب ہونا چاہتے ہو تو عقل سے کام لو، فکر کرو، سوچو۔ تدبر اور فکر کے لئے قرآن کریم میں بار بار تاکیدیں موجود ہیں۔ کتاب مکنون اور قرآن کریم میں فکر کرو۔ اور پارسا طبع ہو جاؤ جب تمہارے دل پاک ہو جائیں گے اور ادھر عقل سلیم سے کام لو گے اور تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو گے پھر ان دونوں کے جوڑ سے وہ حالت پیدا ہو جائے گی کہ: "رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ" (آل عمران: ۱۹۳) تمہارے دل سے نکلے گا۔ اس وقت سمجھ میں آ جائے گا کہ یہ مخلوق عبث نہیں بلکہ صانع حقیقی کی حقانیت اور اثبات پر دلالت کرتی ہے۔ تاکہ طرح طرح کے علوم و فنون جو دین کو مدد دیتے ہیں ظاہر ہوں۔

خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو صرف عقل ہی کے عطیہ سے مشرف نہیں فرمایا بلکہ الہام کی روشنی اور نور بھی اس کے ساتھ مرحمت فرمایا ہے۔ ان کو ان راہوں پر نہیں چلنا چاہئے جن پر خشک منطقی اور فلاسفر چلانا چاہتے ہیں۔ ایسے لوگوں پر لسانی قوت غالب ہوتی ہے۔ اور روحانی قویٰ بہت ضعیف ہوتے ہیں۔ دیکھو قرآن شریف میں خدا تعالیٰ اپنے بندوں کی تعریف میں "اُولِي الْاَيْدِيْ وَالْاَبْصَارِ" (ص: ۴۶) فرماتا ہے کہیں اولی الالسنہ نہیں فرمایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ کو وہی لوگ پسند ہیں جو بصر اور بصیرت سے خدا کے کام اور کلام کو دیکھتے ہیں اور پھر اس پر عمل کرتے ہیں۔ اور یہ ساری باتیں بجز تزکیہ نفس اور تطہیر قوائے باطنیہ کے ہرگز حاصل نہیں ہو سکتیں۔

اگر تم چاہتے ہو کہ تمہیں فلاح دارین حاصل ہو اور لوگوں کے دلوں پر فتح پاؤ تو پاکیزگی اختیار کرو، عقل سے کام لو اور کلام الٰہی کی ہدایات پر چلو۔ خود اپنے تئیں سنوارو اور دوسروں کو اپنے اخلاق فاضلہ کا نمونہ دکھاؤ۔ تب البتہ کامیاب ہو جاؤ گے۔ کسی نے کیا اچھا کہا ہے، سخن کز دل بروں آید نشیند لاجرم بر دل۔

پس پہلے دل پیدا کرو۔ اگر دلوں پر اثر اندازی چاہتے ہو تو عملی طاقت پیدا کرو۔ کیونکہ عمل کے بغیر قولی طاقت اور انسانی قوت کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ زبان سے قیل و قال کرنے والے تو لاکھوں ہیں۔ بہت سے مولوی اور علماء کہلا کر منبروں پر چڑھ کر اپنے تئیں نائب الرسول اور وارث الانبیاء قرار دے کر وعظ کرتے پھرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ تکبر،

باقی صفحہ نمبر ۲ پر ملاحظہ فرمائیں

مختصرات

رمضان المبارک کا مہینہ مومنوں کے لئے روحانی اعتبار سے موسم بہار ہوتا ہے۔ اس کی رونق اور دلکشی کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ رمضان المبارک میں (جمعہ کے علاوہ) ہر روز سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا درس القرآن مسجد فضل لندن میں ہوتا رہا۔ درس ساڑھے گیارہ بجے سے ایک بجے بعد دوپہر تک ہوتا تھا۔ اکثر دنوں میں ایسا ہوتا رہا کہ بہت وسیع مضامین کو سمیٹتے سمیٹتے وقت کچھ زائد ہو جاتا رہا۔ یہ بہت ہی پرمعارف، علمی اور روحانی درس القرآن ایک لذیذ مائدہ تھا جو مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے ذریعہ ساری دنیا میں نشر ہوتا رہا اور اکناف عالم میں، قریہ قریہ، ڈشوں کے ذریعہ احمدی گھروں میں باقاعدہ اترتا رہا اور اس طرح عالمگیر ناظرین اور سامعین کے ایک بہت وسیع حلقہ میں اس سے استفادہ کیا گیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا احباب جماعت احمدیہ پر اتنا بڑا کرم اور احسان ہے کہ اس کا جتنا بھی شکر کریں، کم ہے۔

درس القرآن کی ان مجالس علم و عرفان کے بارہ میں مختصر اشارات قارئین الفضل کی خدمت میں پیش ہیں۔

ہفتہ، ۲۵ فروری ۱۹۹۵ء:

تفسیر القرآن کے سلسلہ میں "مصدقا لما بین یدیہ" کی تفسیر بیان فرماتے ہوئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اس کا یہ مطلب نہیں کہ قرآن کریم ساری تورات و انجیل کی تصدیق کرتا ہے بلکہ صرف اسی حصہ کی تصدیق کرتا ہے جس کی تصدیق اللہ تعالیٰ کی وحی اور یہ کتاب یعنی قرآن کریم کرتی ہے۔

حضرت موسیٰؑ کے بارہ میں گفتگو کرتے ہوئے یہ لطیف نکتہ بیان فرمایا کہ حضرت موسیٰؑ کے ساتھ تکرار کا بہت تعلق ہے اور بہت سے واقعات دو دو دفعہ ہوئے، ان کی مثالیں بھی دیں۔

اس کے بعد آیت ۱۹۲ کی تفسیر بیان فرمائی اور اسی ضمن میں یہ ہدایت دی کہ نئے محققین بننے والے واقفین نو کو قرآن کریم کا ترجمہ، مطالب اور گہرے معانی، نیز عربی گرامر سکھائی جائے۔ لفظ "تفکر" کی تفسیر بیان کرنے کے بعد حضور انور نے فرمایا کہ یہ دور خدمت قرآن کا ہے۔ میں بڑی دیر سے اس مضمون کی طرف توجہ دلا رہا ہوں۔ آج پھر اس پیغام کو دوہراتا ہوں اور احمدی سائنس دانوں کو بلاتا ہوں کہ وہ اہل ذکر بن کر قرآن کا علم حاصل کریں۔ خدا کی محبت پیدا کریں اور سائنس کا مطالعہ قرآن کے تعلق میں کریں۔ ہر دنیاوی علم کو قرآن کے خادم کے طور پر ظاہر کریں اور ایسا ثابت کر کے دکھائیں۔ حضور انور نے بڑے جلال سے فرمایا کہ دنیا کی تقدیر ہم نے بدلنی ہے اور سائنس کا رخ خدا کی طرف پھیرنا ہے اور قرآن کی صداقت کو سائنسی شواہد سے بھی ثابت کرنا ہے۔

اتوار، ۲۶ فروری ۱۹۹۵ء:

آیت ۱۹۲ کے بقیہ نصف حصہ کی تفسیر بیان فرمائی۔ نیز فرمایا کہ خلیفہ وقت اگر دنیاوی ظاہری علوم میں غلطی کرے تو اس کا بتا دینا ضروری ہے اور یہ تقویٰ کے عین مطابق ہے۔ یاد رکھیں کہ تقویٰ کا انکساری سے بہت تعلق ہے۔ جتنی انکساری ہوگی اتنا ہی تقویٰ زیادہ ہو گا۔ یاد رکھیں کہ جس حق گوئی میں تکبر اور انانیت آ جائے وہ سب نفس کے اندھیرے اور دھوکے ہیں۔

قرآن کریم کا کوئی بیان قانون فطرت اور قانون کائنات کے خلاف نہیں۔ اگر سمجھ نہ آئے تو انسان کا اپنا قصور ہے۔ قرآن کریم بہرحال صحیح ہے اور اس میں کوئی شک نہیں۔

ایک نکتہ یہ بیان فرمایا کہ "اولوا الالباب" کے مضمون کے ساتھ "اولوا الذکر" کا تعلق ہے اور ایسے لوگوں کا غلبہ عالمگیر ہو گا۔ یہاں کسی جغرافیائی غلبہ کا ذکر نہیں۔ دین اسلام کا غلبہ بھی خوبیوں کے ساتھ ہو گا۔ کسی مخصوص قوم کا غلبہ مراد نہیں۔

قرآن کریم کا صحیح مفہوم سمجھنے کے لئے تقویٰ، انکساری اور استغفار کی ضرورت ہے۔

اس کے بعد سوالات کا وقت تھا جس میں مندرجہ ذیل سوالات کئے گئے:

۱۔ قیامت کے روز حضرت موسیٰؑ کے بےہوش نہ ہونے کے بارے میں جو ذکر آتا ہے۔ فرمایا کہ اس بارہ میں سب متعلقہ احادیث کی پوری چھان بین ہونی چاہئے اور سب احمدیوں کے لئے دعوت عام ہے کہ وہ اس بارہ میں غور و فکر کر کے مطلع کریں۔

۲۔ برسات میں مینڈکوں کی دفعتہً پیدائش کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیان کی وضاحت۔

۳۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج میں حضرت عیسیٰؑ اور حضرت یحییٰؑ کو اکٹھے دیکھا۔ اس میں کیا راز تھا؟ (جواباً حضور نے چند مشابہتوں کا ذکر فرمایا)

۴۔ قرآن کریم میں ہے کہ شہید زندہ ہوتے ہیں۔ اس کی نوعیت کیا ہے؟

۵۔ حضرت موسیٰؑ نے جو عمارات بنائی تھیں ان کے متعلق قرآن کریم میں قبلۃ کا لفظ آیا ہے۔ کیا ان کا رخ یروشلم کی طرف تھا یا مکہ کی طرف۔ یا اس سے مراد گھروں کا آمنے سامنے ہونا ہے؟

۶۔ قرآن کریم میں زندگی کا ارتقاء منزل بمنزل ذکر ہوا ہے۔ اس میں ایک جگہ "من صلصال من حماء مسنون" کہا گیا ہے اور دوسری جگہ "من صلصال کالفخار" فرمایا ہے۔ بظاہر یہ تضاد نظر آتا ہے، اس کا کیا حل ہے؟

سوموار ۲۷ فروری ۱۹۹۵ء:

آج درس القرآن کے سلسلہ میں سورۃ آل عمران کی آیت

باقی صفحہ نمبر (۹) پر

اداریہ

امت مسلمہ اس وقت جن دردناک حالات سے دوچار ہے انہیں دیکھ کر دل خون کے آنسو روتا ہے۔ دین اسلام جو امن و سلامتی کا پیغامبر ہے اس کے نام لیوا آج سب سے زیادہ بے امنی اور فساد کا شکار ہیں۔ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی امت جسے قرآن کریم نے خیر امت قرار دیا تھا۔ جو تمام بنی نوع انسان کی بھلائی کے لئے پیدا کی گئی تھی۔ جس کے ذمہ یہ کام لگایا گیا تھا کہ وہ لوگوں کو اچھی باتوں کا حکم دے اور بری باتوں سے روکے بدقسمتی سے خود بہت سی برائیوں میں مبتلا ہو کر اپنے ہم مذہبوں کے خون کی پیاسی ہو رہی ہے۔ ذرا ایک نظر اسلامی ممالک پر ڈال کر دیکھیں۔ سعودی عرب، مصر، عراق، شام، ایران، افغانستان، پاکستان، تیونس، الجیریا، سوڈان، ترکی کسی بھی ملک میں تو مکمل طور پر امن وامان نہیں ہے۔ اور لوگوں کے بنیادی انسانی حقوق بھی محفوظ نہیں۔ انسانی خون سب چیزوں سے ارزاں ہو چکا ہے اور وہ مسلمان جسے یہ تعلیم دی گئی تھی کہ حقیقی مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔ آج وہ اپنے دین اور شریعت کی ان تمام اعلیٰ تعلیمات کو بھلا کر اپنے ہی بھائیوں کا جانی دشمن بن چکا ہے۔ حقوق عباد کا تلف کرنا اور بے گناہ بندوں کا خون کرنا اس کے عقیدہ میں داخل ہو چکا ہے اور اس غلط عقیدہ کی وجہ سے ہزارہا بے گناہوں اور معصوموں کو تہ تیغ کر رہا ہے۔ امانت و دیانت گویا بکلی مفقود ہو گئی ہے۔ مکر اور فریب حد سے بڑھ گئے ہیں اور "جو شخص سب سے زیادہ شریر ہو وہی سب سے زیادہ لائق سمجھا جاتا ہے۔ طرح طرح کی ناراستی، بددیانتی، حرامکاری، دغابازی، دروغگوئی اور نہایت درجہ کی روبہ بازی اور لالچ سے بھرے ہوئے منصوبے اور بدذاتی سے بھری ہوئی خصلتیں پھیلتی جارہی ہیں اور نہایت بے رحمی سے ملے ہوئے کینے اور جھگڑے ترقی پر ہیں اور جذبات بہیمہ اور سبعیہ کا ایک طوفان اٹھا ہوا ہے"۔ یہی وہ وقت ہے جس کے متعلق سیدنا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خبر دی تھی کہ اس وقت اسلام کا صرف نام باقی رہ جائے گا، جھوٹ پھیل جائے گا۔ امانت اٹھ جائے گی اور مسلمان یہود کے مشابہ ہو جائیں گے اور یہود کے حالات پر اگر آپ غور کریں تو قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ جب انہوں نے خدا تعالیٰ کے احکامات کی نافرمانی کی اور ان امور میں جن سے انہیں روکا گیا تھا انہوں نے سرکشی سے کام لیا تو خدا تعالیٰ نے انہیں بندر بنا دیا، ان پر لعنت نازل ہوئی اور خدا کا غضب بھڑکا اور ان میں سے ایک حصہ کو اس نے بندر اور سور بنا دیا۔ اس وقت بھی امت مسلمہ کا ایک حصہ خصوصاً ان کے لیڈر اور مذہبی رہنما ایسی ہی کیفیت میں مبتلا ہیں اور یہ وہ زمانہ ہے جس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ میں خبر دی تھی کہ "میری امت پر ایک زمانہ اضطراب اور انتشار کا آئے گا۔ لوگ اپنے علماء کے پاس (رہنمائی کی امید سے) جائیں گے تو وہ انہیں بندروں اور سوروں کی طرح پائیں گے" وہ دوسروں کے اشاروں پر ناچنے والے اور خشیت اللہ سے اور حقیقت اسلام سے عاری محض بندروں کی طرح نقال بن چکے ہیں اور ان کا کردار انتہائی خراب اور قابل شرم ہو چکا ہے۔ جس طرح خنزیر باوجود ایک سبزی خور جانور ہونے کے بعض اوقات اپنے ہی بچوں کو مار ڈالتا اور ان کو کھا جاتا ہے۔ اسی طرح علماء سوء کو بھی اس زمانہ میں نوع انسان کی خونریزی عزیز ہو چکی ہے۔ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"آخری زمانہ کی نسبت پہلے نبیوں نے یہ پیش گوئی کی تھی کہ وہ ایک ایسا زمانہ ہو گا کہ جو دو قسم کے ظلم سے بھر جائے گا۔ ایک ظلم مخلوق کے حقوق کی نسبت ہو گا اور دوسرا ظلم خالق کے حقوق کی نسبت۔ مخلوق کے حقوق کی نسبت یہ ظلم ہو گا کہ جہاد کا نام رکھ کر نوع انسان کی خونریزیاں ہونگی۔ یہاں تک کہ جو شخص ایک بے گناہ کو قتل کرے گا وہ خیال کرے گا کہ گویا وہ ایسی خونریزی سے ایک ثواب عظیم حاصل کرتا ہے اور اس کے سوا اور بھی کئی قسم کی ایذائیں محض دینی غیرت کے بہانہ پر نوع انسان کو پہنچائی جائیں گی........ اور دوسری قسم ظلم کی جو خالق کی نسبت ہے وہ اس زمانہ میں عیسائیوں کا عقیدہ ہے جو خالق کی نسبت کمال غلو تک پہنچ گیا ہے"۔

اور یہی وہ زمانہ ہے جس کے متعلق حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے یہ بشارت بھی دی تھی کہ اس وقت مسیح موعود اور مہدی معہود کا ظہور ہو گا تا کہ وہ دنیا کو ہر قسم کے ظلم سے پاک کر کے عدل اور انصاف سے بھر دے۔ وہ صلیب کو توڑے گا اور خنزیر کو قتل کرے گا۔ چنانچہ وعدہ کے موافق وہ موعود علیہ السلام ظاہر ہوئے اور بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے فرمایا: "میں صلیب کے توڑنے اور خنزیروں کو قتل کرنے کے لئے بھیجا گیا ہوں"۔ اسی طرح فرمایا: "عیسیٰ مسیح ہونے کی حیثیت سے میرا کام یہ ہے کہ مسلمانوں کو وحشیانہ حملوں اور خونریزیوں سے روک دوں جیسا کہ حدیثوں میں صریح طور سے وارد ہو چکا ہے کہ جب مسیح دوبارہ دنیا میں آئے گا تو تمام دینی جنگوں کا خاتمہ کر دے گا..... اور محمد مہدی ہونے کی حیثیت سے میرا کام یہ ہے کہ آسمانی نشانوں کے ساتھ خدائی توحید کو دنیا میں دوبارہ قائم کروں"۔

چنانچہ آپ نے بڑے پر زور الفاظ میں دنیا کو خبردار کرتے ہوئے فرمایا:۔

"اگر تم ایماندار ہو تو شکر کرو اور شکر کے سجدات بجا لاؤ کہ وہ زمانہ جس کا انتظار کرتے کرتے تمہارے بزرگ آباء گزر گئے اور بے شمار روحیں اس کے شوق میں ہی سفر کر گئیں وہ وقت تم نے پالیا۔ اب اس کی قدر کرنا یا نہ کرنا اور اس سے فائدہ اٹھانا یا نہ اٹھانا تمہارے ہاتھ میں ہے۔ میں اس کو بار بار بیان کروں گا اور اس کے اظہار سے میں رک نہیں سکتا کہ میں وہی ہوں جو وقت پر اصلاح خلق کے لئے بھیجا گیا تا دین کو تازہ طور پر دلوں میں قائم کر دیا جائے"۔

ہم جنہیں اس آسمانی منادی پر ایمان لا کر عافیت کے اس حصار میں داخل ہونے کی سعادت حاصل ہے ہمارا فرض ہے کہ اس آسمانی پیغام کو دنیا میں پھیلاتے چلے جائیں اور تمام سعید فطرت لوگوں کو اس امن کے حصار میں آنے کی دعوت دیں۔

احمدی اٹھ کہ وقت خدمت ہے — یاد کرتا ہے تجھ کو ربّ عباد
خدمت دیں ہوئی ہے تیرے سپرد — دور کرنا ہے تو نے شرّ و فساد
کفر و الحاد کے مٹانے کی — حق نے رکھی ہے تجھ میں استعداد
فتح تیرے لئے مقدر ہے — تیری تائید میں ہے ربّ عباد

احادیث النبی ﷺ

وَعَنْ اَبِی رَجَاءِ رَضِيَ اللّٰه عَنْهُ قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا عِمْرَانُ بن حُصَيْنٍ وَعَلَيْهِ مُطَرَّفٌ مِّنْ خَزٍّ وَقَالَ اِنَّ رَسُولَ اللّٰه ﷺ قَالَ: مَنْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ نِعْمَةً فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ اَنْ يُّرٰى اَثَرُ نِعْمَتِهِ عَلٰى عَبْدِهِ. (رَوَاهُ اَحْمَدُ)

حضرت ابو رجاءؓ سے روایت ہے کہا عمران بن حصین ہم پر نکلے ان پر خز کا مطرف تھا۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس شخص پر اللہ تعالیٰ کوئی نعمت کرے اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے کہ اس نعمت کا نشان بندے پر نظر آئے۔

****

وَعَنْ عَمْرِو بن شُعَيْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ اَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰه ﷺ كُلُوا وَاشْرَبُوا وَتَصَدَّقُوا وَالْبَسُوا مَا لَمْ يُخَالِطْ اِسْرَافٌ وَّلَا مَخِيلَةٌ. (رَوَاهُ اَحْمَد وَالنَّسَائِی وَابْنُ مَاجَة)

حضرت عمرو بن شعیبؓ اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھاؤ اور پیو اور صدقہ کرو اور پہنو جب تک کہ اسراف اور تکبر نہ ہو۔

****

جے مرزا کی
(گیت)

مرلی باجے کرشن کنہیا کی ہم گائیں ساتھی
حمد کے نغموں کی لے پر دو تال بجائیں ساتھی
ساری دنیا جھوم اٹھے ایسے لہرائیں ساتھی
جے مرزا کی
جے مرزا کی
جے مرزا کی

رین پڑی ہے جب سے جگ میں وہ نینوں کا تارا
سکھ کی جوتی اس کے کارن وہ ہے بھور کنارا
سرور عالمؐ کے گلشن کا وہ ہے پھول نیارا
جے مرزا کی
جے مرزا کی
جے مرزا کی

دکھ سکھ میں تم بنتی کرنا نیر بہاتے رہنا
جگ موہن کے ملن سمے تک دیپ جلاتے رہنا
ساتھی جب تک دم میں دم ہے تان اڑاتے رہنا
جے مرزا کی
جے مرزا کی
جے مرزا کی

(جلیل الرحمٰن جمیل)

بقیہ ارشادات عالیہ

غرور، بدکاریوں سے بچو مگر جو ان کے اپنے اعمال ہیں اور جو کرتوتیں وہ خود کرتے ہیں ان کا اندازہ اس سے کر لو کہ ان باتوں کا اثر تمہارے دل پر کہاں تک ہوتا ہے۔ اگر اس قسم کے لوگ عملی طاقت بھی رکھتے اور کہنے سے پہلے خود کرتے تو قرآن شریف میں "لما تقولون مالا تفعلون" (الصف: ۳) کہنے کی کیا ضرورت پڑتی؟ یہ آیت ہی بتلاتی ہے کہ دنیا میں کہہ کر خود نہ کرنے والے بھی موجود تھے اور ہیں اور ہوں گے۔

تم میری بات سن رکھو اور خوب یاد کر لو کہ اگر انسان کی گفتگو سچے دل سے نہ ہو اور عملی طاقت اس میں نہ ہو تو وہ اثر پذیر نہیں ہوتی۔ اسی سے تو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی صداقت معلوم ہوتی ہے کیونکہ جو کامیابی اور تاثیر فی القلوب آپؐ کے حصہ میں آئی ہے اس کی کوئی نظیر بنی آدم کی تاریخ میں نہیں ملتی اور یہ سب اس لئے ہوا کہ آپؐ کے قول اور فعل میں پوری مطابقت تھی۔

(ملفوظات جلد اول، [مطبوعہ لندن] صـ ۶۴ تا ۶۸)

کوئی قوم دنیا میں عظیم قربانی پیش نہیں کر سکتی جب تک اس قوم کی خواتین اپنے مردوں کے ساتھ نہ ہوں

آپ کی اگلی نسلوں کی قربانیوں کی روح کی حفاظت کے لئے ضروری ہے کہ ان کو علم ہو کہ ان کی مائیں کیا تھیں، ان کی بہنیں کیا تھیں، ان کی نانیاں دادیاں کیا چیز تھیں، کس طرح انہوں نے احمدیت کی راہ میں اپنے خون کے قطرے بہائے اور اس کی کھیتی کو اپنے خون سے سیراب کیا

احمدی مسلم خواتین کی قربانیوں کا روح پرور، ولولہ انگیز تذکرہ

[سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یکم اگست ۱۹۹۲ء کو جلسہ سالانہ برطانیہ کے موقعہ پر احمدی مستورات سے خطاب]

تشہد تعوذ اور سورہ فاتحہ کے بعد فرمایا:۔

آج کے دوسرے اجلاس میں جماعت احمدیہ کی عمومی کارکردگی کا جو تمام عالم سے تعلق رکھتی ہے کچھ جائزہ پیش کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جماعت اب ترقی کے ایسے دور میں داخل ہو چکی ہے کہ اگر ایک دن کی ترقی سے متعلق بھی تفصیل سے کچھ بیان کیا جائے تو گھنٹوں کے بس کی بات نہیں بلکہ اس سے زیادہ وقت درکار ہوگا۔ روزانہ جو جماعت کی ترقی اور حالات کے متعلق مجھے جو رپورٹیں ملتی ہیں اور کثرت سے جو اطلاعات ملتی ہیں ان کی تفصیل پڑھنے ہی میں مجھے گھنٹوں لگ جاتے ہیں۔ اگر ان کو مضمون کے لحاظ سے سجا کر تقریر میں پیش کیا جائے تو اس سے بھی زیادہ وقت درکار ہے۔ اس لئے جو کچھ بھی پیش کیا جائے گا بہت محنت کے بعد خلاصہ نکال کے کچھ اعداد و شمار میں ڈھال کر، کچھ واقعات میں سے چھان بین کے بعد، چند ایک آپ کے سامنے رکھے جائیں گے اور سالہا سال سے یہی دستور چلا آرہا ہے۔

لیکن اس سارے ذکر میں خواتین کا کوئی ایسا ذکر نہیں ملتا جس سے دنیا کو یہ علم ہو کہ احمدی خواتین کی قربانیوں کا ان کوششوں میں کیا دخل ہے جو اسلام کے احیاء نو کے لئے جماعت عالمگیر سرانجام دے رہی ہے، بجا لا رہی ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اس کثرت سے میٹھے اور دائمی پھل لگ رہے ہیں۔ اس مضمون کا خیال مجھے اپنی اہلیہ کی وفات پر آیا جب میں نے ایک اور واقف زندگی کی بیگم جو وفات پا گئی تھیں ان کا ذکر کیا تو اس سے مجھے خیال آیا کہ یہ ایک لمبا مضمون ہے جو سلسلہ وار کچھ عرصے تک جاری رہنا چاہئے۔ بہت سی ایسی خواتین ہیں جن کی خاموش قربانیاں گویا تاریخ میں دفن ہو گئیں لیکن وہ زندہ جاوید ہیں۔ ان کی ایک ایک دن کی دردناک داستان اس قابل ہے کہ اسے ہمیشہ زندہ رکھا جائے اور ہمیشہ آنے والی نسلوں کو اس کو سنایا جائے کیونکہ کوئی قوم دنیا میں عظیم قربانیاں پیش نہیں کر سکتی جب تک اس قوم کی خواتین اپنے مردوں کے ساتھ نہ ہوں۔ جب تک مردوں کو یہ یقین نہ ہو کہ خواتین اپنے دل اور اپنی جان اور اپنی عزت اور اپنے احترام کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اپنا سب کچھ اس خدمت میں جھونک دینے کے لئے تیار بیٹھی ہیں جس خدمت پر مامور ہم دکھائی دیتے ہیں اور وہ دکھائی نہیں دیتیں۔ تب تک مرد پورے حوصلے اور عزم اور صبر اور استقلال کے ساتھ وہ قربانیاں پیش نہیں کر سکتے یہ بھی بہت وسیع اور لمبا ذکر ہے۔ گزشتہ ایک سو سال میں جماعت احمدیہ کی خواتین نے کس عظمت کے ساتھ، کس ثبات قدم کے ساتھ، کس شان کے ساتھ اور کس انکساری اور خاموشی کے ساتھ احیاء کلمۃ اللہ کے لئے قربانیاں پیش کیں ان کا ذکر جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے یہ تو بہت لمبی داستان ہے اور آج میں نے بہت ہی محنت کے بعد کچھ چیزیں چن کر الگ کی ہیں تاکہ نمونے آپ کے سامنے رکھ سکوں اور آپ کی وساطت سے ساری دنیا کے مردوں کو بھی پتہ چلے کہ احمدی خواتین ہیں کیا۔ اور کتنی عظیم قربانی کرنے والی عورت آج اس زمانے میں پیدا ہوئی ہے۔ وہ یورپ کی خواتین جو مشرقی خواتین کو جھک کر نیچے دیکھتی ہیں جو مسلمان خواتین کے متعلق سمجھتی ہیں کہ یہ گوروں میں پلنے والی، ازمنہ گزشتہ سے تعلق رکھنے والی کچھ جانور قسم کی چیزیں ہیں۔ ان کو کیا پتہ زندگی کیا ہے۔ وہ اگر احمدی خواتین کی قربانیوں کو دیکھیں اور لمبی خاموش قربانیوں کی داستان میں سے کچھ معلوم کر سکیں وہ یقیناً اپنی زندگیوں کو اسی طرح جھک کر، نیچے نظر کر کے دیکھیں گی اور وہ سمجھیں گی کہ ہمیں جینے کا سلیقہ نہیں آیا تھا، ہم نے تو اپنی زندگیاں فضول لہو و لعب کی پیروی کرتے ضائع کر دیں۔ یہ بات ہر یورپین خاتون پر صادق نہیں آتی۔ دنیا کے لحاظ سے وہ بہت محنت کر رہی ہیں لیکن محنت کا مقصد دنیا کی زندگی ہی ہے اور یہیں تک محنت اپنے مطلوب کو پا کر ختم ہو جاتی ہے۔

مگر میں جن قربانیوں کا ذکر کرنے والا ہوں وہ ابدی قربانیاں ہیں، ہمیشہ ہمیش کے لئے ہیں اور ان قربانیوں میں اور عیسائی دنیا کی ان قربانیوں میں ایک فرق ہے جو عیسائی خواتین نے عیسائیت کی خاطر پیش کی تھیں۔ وہ فرق یہ ہے کہ عیسائی خواتین کا ایک بہت معمولی حصہ تھا جو سو میں سے ایک بھی نہیں بلکہ ہزار میں سے ایک بھی نہیں تھا۔ اس سے بھی کم جنہوں نے عیسائیت کے لئے قربانیاں کی ہیں۔ لیکن دنیا میں ایک ہی جماعت ہے اور صرف ایک جماعت ہے جس کی تمام تر خواتین خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ، اپنے دل و جان کے ساتھ اس عظیم خدمت پر مامور ہیں۔ پس انصاف کا تقاضا ہے کہ دوسروں کی خوبیوں کا بھی ذکر کیا جائے اور اپنی خوبیوں کا بھی اور صداقت پر مبنی موازنہ کیا جائے۔ لیکن ایک اور فرق بھی تو ہے۔ ان کی قربانیاں کھلے عام لوگوں کے سامنے چلتی پھرتی ہیں اور دکھائی دیتی ہیں۔ ہماری خواتین کی قربانیاں پس پردہ ہیں اس میں دکھاوے کا کوئی بھی دخل نہیں اور خدا کے حضور وہ قربانیاں پیش کرتی چلی جاتی ہیں یہاں تک کہ کبھی کسی خلیفہ وقت کی نظر پڑ جائے یا کسی اور تاریخ لکھنے والے کی نظر پڑ جائے تو چند نمونے دانہ دانہ چن چن کر تاریخ کے صفحات میں محفوظ کر دیتا ہے۔ اس سے زیادہ ان قربانیوں کی کوئی نمائش نہیں ہے۔ اب بھی میں نمائش کی خاطر یہ پیش نہیں کروں گا بلکہ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے۔ آپ کی اگلی نسلوں کی قربانیوں کی روح کی حفاظت کے لئے ضروری ہے کہ ان کو علم ہو کہ ان کی مائیں کیا تھیں، ان کی بہنیں کیا تھیں، ان کی نانیاں دادیاں کیا چیز تھیں، کس طرح انہوں نے احمدیت کی راہ میں اپنے خون کے قطرے بہائے اور اس کی کھیتی کو اپنے خون سے سیراب کیا۔

اس لئے میں امید رکھتا ہوں کہ یہ مضمون شاید ایک دو یا تین سال تک جاری رہے، اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اسلام میں عورت کے مقام کو صحیح سمجھنے میں بھی دنیا کو مدد دے گا اور احمدی خواتین میں بھی ایک نئی خود اعتمادی پیدا ہوگی۔ ہماری موجودہ نسلیں بھی پرانی نسلوں کی ل سے حصہ پائیں گی یا حصہ پانے کے لئے نیا ولولہ پیش کریں گی اور آپ کی قربانیوں سے حصہ پانے کے لئے اور آپ کی تقلید کے لئے اگلی نسلوں میں ولولہ پیدا ہوگا۔

اس تمہید کے ساتھ میں چند باتیں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ جہاں تک وقف اور وقف کی روح کا تعلق ہے کہ کس طرح مائیں اپنے بچوں کو وقف کرتی ہیں یا اپنے خاوندوں کو خدا کے حضور پیش کرتی ہیں یا اپنے بیٹوں کو پیش کرتی ہیں، خود اپنے آپ کو پیش کرتی ہیں۔ اس سلسلے میں سب سے پہلے تو حضرت اقدس اماں جان حضرت ام المومنین نصرت جہاں بیگم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ذکر کرتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جس رنگ میں آپ کی تربیت فرمائی اور وہ تربیت جس طرح زندگی کا ایک دائمی نقش بن گئی اس کا نمونہ ایک خط کے جواب کے طور پر ہمارے سامنے ہے۔ حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد جو اس وقت صاحبزادہ محمود احمد کہلاتے تھے، انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک مشورے کا ذکر کرتے ہوئے حضرت اماں جان کو لکھا کہ بتایئے آپ کا کیا منشاء ہے۔ خلیفۃ المسیح نے ایک مشورہ دیا کہ یوں کرو اور حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد کے دل میں جو اپنی والدہ کا ایک خاص مقام تھا اس کے پیش نظر انہوں نے مناسب سمجھا کہ ان سے بھی میں مشورہ کر لوں۔ اس کے جواب میں حضرت اماں جانؓ نے لکھا:

"خط تمہارا پہنچا سب حال معلوم ہوا" (اس وقت حضرت مولوی صاحب کو حضرت اماں جانؓ مولوی صاحب کہا کرتی تھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے سے یہی رواج تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح کہنے کی بجائے جو مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں کہتی تھیں وہی بعد میں بھی کہتی رہیں تو لکھتی ہیں) "خط تمہارا پہنچا سب حال معلوم ہوا۔ مولوی صاحب کا مشورہ ہے کہ پہلے حج کو چلے جاؤ اور میرا جواب یہ ہے کہ میں تو دین کی خدمت کے واسطے تم کو اللہ تعالیٰ کی خدمت میں دے چکی ہوں۔ اب میرا کوئی دعویٰ نہیں وہ جو کسی دینی خدمت کو نہیں گئے بلکہ سیر کو گئے ان کو خطرہ تھا اور تم کو کوئی خطرہ نہیں۔ خداوند کریم اپنے خدمت گاروں کی حفاظت کرے گا۔ میں نے خدا کے سپرد کر دیا۔ تم کو خدا کے سپرد کر دیا۔ خدا کے سپرد کر دیا اور سب یہاں خیریت ہے"۔

یہ وہ روح تھی جس روح نے آگے احمدی خواتین میں پرورش پائی ہے اور نشوونما کے نتیجے میں خوب پروان چڑھی ہے۔ پس اب بعض دوسری خواتین کے تعلق باللہ اور دین کی خاطر ہر قسم کی قربانی پیش کرنے کے چند واقعات آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

سب سے پہلے سیدالشہداء حضرت سید عبداللطیف صاحب کے متعلق تاریخ احمدیت جلد سوم صفحہ ۳۴۹ میں درج ہے کہ جب حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب کو شہید کر دیا گیا تو حکومت افغانستان کی طرف سے آپ کی اہلیہ اور بچوں پر بہت مظالم ڈھائے گئے اور ان کو ایک جگہ نظر بند کر دیا گیا۔ وہ ایسے مظالم ہیں کہ ان کے ذکر سے کلیجہ منہ کو آتا ہے مگر انہوں نے قابل رشک صبر و استقلال کا نمونہ دکھایا۔ آپ کی اہلیہ ہر موقع پر یہی فرماتی رہیں کہ احمدیت کی وجہ سے میں اور میرے چھوٹے چھوٹے بچے شہید کر دئے جائیں تو میں اس پر خدا تعالیٰ کی بے حد شکر گزار ہونگی اور بال بھر بھی اپنے عقائد میں تبدیلی نہیں کروں گی۔ پس جیسا عظیم وہ خاوند تھا ویسی ہی عظیم ان کی بیگم بھی تھیں۔ اور ماں کا اپنے بچوں کو اس طرح بکریوں کی طرح خدا کے حضور پیش کر دینا اور اس خوشی اور اس یقین کے ساتھ اور اس صداقت کے ساتھ، یہ جو فقرہ ہے سادہ سا ہے لیکن اس میں گہری صداقت ہے اور جیسا کہ لوگ اس زمانے میں نیک

MORSONS CLOTHING
Ladies and Children Clothing
Specialists in
SCHOOL UNIFORMS
Main Showrooms:
682/4 Uxbridge Road, Hayes,
Tel: 081 573 6361/7548
Kidswear Showroom:
54 The Broadway, Ruislip
Road, Greenford
Ladieswear Showrooms:
34 The Broadway, Ruislip
Road, Greenford
**Children and Ladieswear
Showrooms:**
51 High Street, Wealdstone

پٹھانوں کے مزاج کو جانتے تھے وہ ایک ذرہ بھر بھی اپنے قول سے متزلزل نہیں ہوا کرتے تھے۔ پس جو کچھ انہوں نے کہا بعینہ ان کے دل کی کیفیت تھی اگر ان کی آنکھوں کے سامنے ان کے سب بچوں کو ذبح کر دیا جاتا تو سر مو بھی وہ احمدیت سے انحراف نہ کرتیں۔

پھر آپ کی بہوؤں کے متعلق بڑی تفصیل سے قربانیوں کے ذکر ملتے ہیں کس طرح انہوں نے نظر بندی کے زمانے میں بہت خطرناک تکلیفوں اور بھوک اور پیاس کے دکھ برداشت کرتے ہوئے، حوصلے کے ساتھ احمدیت پر ثبات قدم دکھایا اور اپنے بچوں کی بھی نہایت اعلیٰ درجے کی تربیت کی جو اب خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک جاری و ساری کہانی بن گئی ہے اور حضرت صاحبزادہ صاحب کی اولاد میں نسلاً بعد نسل اسی خلوص کی جھلکیاں دکھائی دیتی ہیں جو اس عظیم شہید کے خون میں دکھائی دیا کرتی تھیں۔ ان کا ورثہ آگے نسلوں میں جاری کرنے میں ماؤں نے دخل دیا ہے۔ یہ میں آپ کو سمجھانا چاہتا ہوں۔

یہ بات یاد رکھئے کہ ایک انسان خواہ کتنی ہی عظیم قربانی کیوں نہ پیش کرے اگر اس کی بیوی اس کا ساتھ نہ دے تو اولاد ضائع ہو جایا کرتی ہے، اولاد میں وہ نیکیاں نہیں چلا کرتیں۔ اس شہید کی صداقت اس کی بیوی کی وساطت سے اس کی اولاد میں پہنچی ہے۔ پس آج ساری دنیا میں پھیلی ہوئی حضرت صاحبزادہ صاحب شہید کی اولاد ان ماؤں کو بھی خراج تحسین پیش کر رہی ہے جن ماؤں نے ان کی عظمت کردار کو مستقل بنانے میں عظیم حصہ لیا۔

بعد کے دور میں آپ تاریخ میں یہ واقعات تو کثرت سے پڑھتی ہوں گی کہ کس طرح افریقہ میں جماعت پھیلی، کس طرح امریکہ میں جماعت پھیلنے کا آغاز ہوا، کس طرح یورپ میں قربانیاں پیش کی گئیں، کس طرح مشرق میں کس طرح مغرب میں۔ لیکن بہت کم لوگوں کے سامنے ان خواتین کی قربانیاں آتی ہیں جنہوں نے محض اپنے خاوندوں کو خدمت دین کی بھٹی میں نہیں جھونکا بلکہ اللہ بہتر جانتا ہے کہ خود کس کس دکھ میں مبتلاء ہو کر صبر کے ساتھ انہوں نے دن کاٹے ہیں۔ اس لئے کوئی نہیں کہہ سکتا کہ ہمارے مبلغین نے جو تبلیغ کے میدان میں قربانیاں پیش کی ہیں وہ اپنے پیچھے چھوڑی جانے والی بیویوں اور بچوں کی نسبت زیادہ سخت قربانیاں تھیں۔ بلکہ میرا دل یہی گواہی دیتا ہے کہ معاملہ اس کے برعکس تھا۔ مرد تو باہر کاموں میں مصروف ہو جاتے ہیں ان کے دل بہلانے کے اللہ تعالیٰ اور رنگ میں سامان کرتا چلا جاتا ہے۔ مگر جو بیویاں خاوندوں کی زندگی میں بیواؤں کی طرح زندگی بسر کر رہی ہوں، وہ بچے جو اپنے باپوں کی زندگی میں یتیموں کی سی حالت میں دن گزار رہے ہوں، ان کی کیفیت تو وہی جان سکتے ہیں جنہوں نے وہ کچھ دیکھا ہو۔ کسی شاعر نے خوب کہا ہے کہ ۔

"کجا دانند حال ما سبک ساران ساحل ہا"

MOST AUTHENTIC
INDIAN FOOD
GRANADA
TAKE AWAY
202 ROUNDHAY ROAD
LEEDS
TELEPHONE 0532 487 602

کہ ہم جو سمندر کی موجوں سے کھیل رہے ہیں اور طوفان کی موجوں سے ہمیں ہر دم خطرہ ہے اور شب تاریک بھی حائل ہے۔ بیم موج بھی ہے "کجا دانند حال ما سبک ساران ساحل ہا" جو ساحل پر ہلکے پھلکے قدموں سے چلتے ہیں انہیں کیا پتہ کہ ہم کیسے دکھوں میں مبتلا ہیں۔ پس وہ خواتین جنہوں نے لمبا عرصہ خاموش قربانیاں دی ہیں ان کے دکھوں کا اندازہ خدا کے سوا کسی کو نہیں ہے۔ لیکن کچھ اندازہ ہم کر سکتے ہیں کیسی کیفیات میں انہوں نے دن گزارے ہوں گے۔

حکیم فضل الرحمان صاحب مبلغ افریقہ کی زندگی بہت لمبا عرصہ باہر گزری ان کے متعلق شیخ محمود احمد صاحب عرفانی "مرکز احمدیت قادیان" اپنی کتاب میں لکھتے ہیں۔ اب ان کو گئے بارہ برس کے قریب ہو گئے ہیں یعنی حکیم صاحب کو اپنی بیوی بچوں کو پیچھے چھوڑ کر گئے ہوئے بارہ برس کے قریب ہو گئے ہیں۔ ان کی بی بی جو جناب شیخ فضل حق صاحب بٹالوی کی صاحبزادی ہیں، کی قربانی کوئی معمولی قربانی نہیں۔ وہ اپنی بیوی کو جوانی کی حالت میں چھوڑ کر گئے تھے اب بارہ سال کے بعد جب وہ آئیں گے تو شاید بڑھاپے کے دروازے پر کھڑا دیکھیں گے۔

یہ اس وقت کی بات ہے جب ابھی بارہ برس گزرے تھے۔ سولہ برس کے بعد حکیم صاحب آئے انہوں نے اس دروازے پر بھی کھڑا نہیں دیکھا بلکہ بڑھاپے میں داخل ہو چکی تھیں تو واپس تشریف لائے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حکیم فضل الرحمان صاحب کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"مکرم حکیم فضل الرحمان صاحب جو حال ہی میں فوت ہوئے ہیں وہ شادی کے تھوڑا عرصہ بعد ہی مغربی افریقہ میں تبلیغ اسلام کے لئے چلے گئے تھے اور تیرہ چودہ سال تک باہر رہے۔ جب وہ واپس آئے تو ان کی بیوی کے بال سفید ہو چکے تھے اور ان کے بچے جوان ہو چکے تھے"۔

شیخ محمود احمد صاحب عرفانی ایڈیٹر الحکم قادیان اسی کتاب میں لکھتے ہیں:-

"میری دوسری ہمشیرہ مرحومہ حمیدہ خاتون عرفانی اہلیہ مولوی مطیع الرحمان صاحب بنگالی مبلغ امریکہ سخت بیمار تھیں اور مرض کے شدید دورے ہوتے تھے جن کی وجہ سے وہ ہر وقت موت کے قریب ہوتی جاتی تھیں۔ درد اس شدت سے اٹھتی تھی کہ چیخیں دور دور تک سنائی دیتی تھیں۔ اس حالت میں مولوی صاحب موصوف کو امریکہ جانے کا حکم ہوا۔ مولوی صاحب نے اپنی اہلیہ کی اس شدید تکلیف کی حالت کو دیکھ کر کہا "حمیدہ اگر تم کہو تو میں حضرت صاحب کو کہہ کر اپنے سفر کو منسوخ کرا لوں" مگر بستر مرگ پر لیٹی ہوئی حمیدہ خاتون نے کہا "نہیں نہیں آپ جائیں اور مجھے خدا کے حوالے کر دیں۔ خدمت سلسلہ کے اس موقعہ کو ہاتھ سے نہ جانے دیں"۔ چنانچہ مولوی صاحب موصوف امریکہ کے سفر میں ابھی لندن ہی پہنچے تھے کہ حمیدہ بیگم جان جان آفریں کے سپرد کر کے جنت کو سدھاریں .....۔

حضرت مولوی نذیر احمد صاحب مبشر سیالکوٹی خدا کے فضل سے زندہ ہیں، بہت کمزور ہو چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو صحت و عافیت کے ساتھ خوشیوں سے معمور زندگی عطا فرمائے۔ ان کے متعلق اسی کتاب میں یہ لکھا ہے کہ مکرم مولوی نذیر احمد صاحب مبشر نکاح کے بعد رخصتانے سے قبل ہی افریقہ چلے گئے تھے یعنی اس زمانے میں اتنی کمی تھی مبلغین کی بھی اور دنیا میں مختلف جگہ پر تقاضے ایسے پیدا ہو رہے تھے کہ حضرت مصلح موعودؓ جو بہت حلیم دل رکھتے تھے، الہام میں ان کے متعلق فرمایا گیا "وہ دل کا حلیم ہوگا" دینی تقاضوں کو ترجیح دیتے ہوئے اتنا بھی انتظار نہیں کر سکتے تھے کہ جس کا نکاح ہو چکا ہے اس کی شادی کی ہی اس کو اجازت دے دیں، رخصتانے کا ہی انتظار کر لیں۔ چنانچہ ادھر نکاح ہوا، ادھر ضرورت پڑی افریقہ میں، آپ کو افریقہ بھجوا دیا گیا۔ پھر جنگ کی وجہ سے واپس نہ ہو سکے۔ وہ لکھتے ہیں اب ان کو آٹھ نو سال کے قریب ہو گئے ہیں اور ابھی عزیزہ موصوفہ کا رخصتانہ نہیں ہوا۔ مجھے یاد نہیں کہ کتنی مدت کے بعد آئے تھے لیکن جب آئے تھے تو وہ کنواری دلہن بوڑھی ہو چکی تھی اور اس عمر میں داخل ہو گئی تھی جس کے بعد پھر بڑھاپے کے انتظار کے چند سال ہی رہ جایا کرتے ہیں۔ اکثر وقت انہوں نے تنہائی اور جدائی میں کاٹا۔

حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب درد کی بیویوں نے جو قربانیاں پیش کی ہیں ان کا ذکر خود حضرت مصلح موعودؓ ان الفاظ میں فرماتے ہیں:-

"مجھے یاد ہے جب ہم نے درد صاحب کو ولایت بھیجا ہے تو ان کی تنخواہ ایک سو روپے ماہوار تھی۔ چندہ اور دوسری کٹوتیوں کے بعد انہیں ساٹھ روپے ماہوار ملتے تھے"

اس سے بھی اندازہ کریں کہ اس زمانے کے واقفین چندے میں کتنا حوصلہ دکھایا کرتے تھے۔ کتنا وسیع قلب کے ساتھ چندہ دیا کرتے تھے۔

"چندہ اور دوسری کٹوتیوں کے بعد ساٹھ روپے ماہوار ملتے تھے۔ جس میں سے بڑا حصہ وہ اپنی والدہ کو بھیج دیتے تھے۔ ان کی دو بیویاں تھیں ان میں سے ہر ایک کے چار چار پانچ پانچ بچے تھے۔ وہ ہمارے مکان کے ہی ایک حصے میں جو کچا تھا جس میں آج کل کے کلرک بھی رہنا پسند نہیں کرتے، رہتی تھیں۔ مجھے یاد ہے مجھے یہ معلوم کر کے سخت صدمہ ہوا کہ ان کی بیویوں کے حصے میں چار چار پانچ پانچ بچوں سمیت صرف چودہ چودہ روپے ماہوار آتے تھے۔ ان کی ایک بیوی کا بھائی جلد ساز تھا جس کے پاس فرما شکنی کے لئے جب کوئی کتاب آتی تو اس سے فرمے منگوا لیتیں اور وہ خود اور دوسری بیوی فرمے توڑ توڑ کر کچھ رقم پیدا کر لیا کرتی تھیں جس سے ان کا گذارہ ہوتا تھا"۔

حضرت مصلح موعودؓ نے ۱۹۵۶ء میں لجنہ کے سالانہ اجتماع میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا:۔

"ہمارے کئی مبلغ ایسے ہیں جو دس دس پندرہ پندرہ سال تک بیرونی ممالک میں فریضہ تبلیغ ادا کرتے رہے اور وہ اپنی نئی بیاہی ہوئی بیویوں کو پیچھے چھوڑ گئے ۔ ان عورتوں کے اب بال سفید ہو چکے ہیں لیکن انہوں نے اپنے خاوندوں کو کبھی یہ طعنہ نہیں دیا کہ وہ انہیں شادی کے معاً بعد چھوڑ کر لمبے عرصے کے لئے باہر چلے گئے تھے۔ ہمارے ایک مبلغ مولوی جلال الدین صاحب شمس ہیں۔ وہ شادی کے تھوڑا عرصہ بعد ہی یورپ تبلیغ کے لئے چلے گئے تھے ان کے واقعات سن کر بھی انسان کو رقت آ جاتی ہے۔ ایک دن ان کا بیٹا گھر آیا اور اپنی والدہ سے کہنے لگا اماں! ابا کسے کہتے ہیں۔ ہمیں پتہ نہیں کہ ہمارا ابا کہاں گیا ہے۔ کیونکہ وہ بچے ابھی تین تین چار چار سال کے تھے کہ شمس صاحب یورپ تبلیغ کے لئے چلے گئے اور جب وہ واپس آئے تو بچے سترہ سترہ اٹھارہ اٹھارہ سال کے ہو چکے تھے۔ اب دیکھو یہ ان کی بیوی کی ہمت تھی اور اس بیوی کی ہمت ہی کا نتیجہ تھا کہ وہ لمبے عرصہ تک تبلیغ کا کام کرتے رہے اگر وہ انہیں اپنی درد بھری کہانیاں لکھتی رہتیں تو وہ یا تو خود بھاگ آتے یا سلسلے کو مجبور کرتے کہ انہیں بلا لیا جائے۔"

یہ بالکل درست تجزیہ ہے۔ وہ عورتیں جو اپنے خاوندوں کو درد بھری کہانیاں لکھتی رہتی ہیں اگر ان کے خاوندوں میں انسانیت ہو تو اتنا زبردست دباؤ ان پر پڑ جاتا ہے کہ پھر وہ اس کام کو جاری نہیں رکھ سکتے۔ وہ تمام مبلغین جنہوں نے سابقہ ایک سو سال میں عظیم خدمتیں سرانجام دی ہیں ان کے پیچھے ان لکھی داستانیں بے شمار ہیں جو ان کی بیویوں کی قربانیوں کی صورت میں لکھی گئیں۔ چند ایک کے تذکرے آپ کے سامنے آئیں گے۔ لیکن اندازہ کریں کہ ان میں سے ہر ایک نے اتنی قربانیاں دی ہیں اور ہر روز قربانیاں دی ہیں کہ اگر ان کی داستان لکھی جائے تو شاید سالہا سال تک پڑھی جائے تب بھی ختم نہ ہو۔ لیکن میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ وہ داستانیں لکھی گئی ہیں اور لکھی جا رہی ہیں۔ وہ آسمان کے نوشتوں پر لکھی گئی ہیں ۔ اس خدا کے فرشتوں نے لکھی ہیں جو فرماتا ہے کہ ایک ایسی کتاب ہے جو نہ چھوٹے کو چھوڑتی ہے نہ بڑے کو اور ہر چیز اس میں تحریر کی جا رہی ہے۔ پس آسمان پر وہ قربانیاں لکھی گئی ہیں اور ہمیشہ کے لئے ان کے اجر لکھے گئے ہیں۔ ان میں سے ایک ذرہ بھی ضائع نہیں گیا۔ انسان تو انسان کی قربانیوں اور خدمتوں کو بھول جاتا ہے مگر اللہ کبھی نہیں بھولتا۔ اس لئے ہم جو انسانوں کو سناتے ہیں۔ محض اس لئے کہ ان کے اندر بھی قربانیوں کے ولولے پیدا ہوں ورنہ یہ سنانا ان عظیم عورتوں کی قربانیوں کی جزا نہیں ہے ۔ جزا تو صرف خدا کے پاس ہے اور وہی ہمیشہ ان کو جزا دیتا چلا جائے گا۔

اب میں آپ کے سامنے مختصراً ایک لسٹ پڑھ کر سنا دیتا ہوں

باقی صفحہ نمبر (۱۰) پر

NEW AND SECOND-HAND
SPARES
SPECIALISTS IN JAPANESE
CARS ALL MODELS
TJ AUTO SPARES

376 ILFORD LANE,
ILFORD, ESSEX
081 478 7851

خطبہ جمعہ

دعا وہ چراغ ہے جو دلوں میں نور بن کے روشن ہوتی ہے اور مستقلاً رہتی ہے پھر وہ کبھی نہیں چھوڑتی

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
بتاریخ ۳ فروری ۱۹۹۵ء مطابق ۳ تبلیغ ۱۳۷۴ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

خطبہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له، وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله. أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم. ﴿بسم الله الرحمٰن الرحيم. الحمد لله رب العٰلمين. الرحمٰن الرحيم. مٰلك يوم الدين. إياك نعبد وإياك نستعين. اهدنا الصراط المستقيم. صراط الذين أنعمتَ عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين.﴾

الحمدللہ یہ آج رمضان المبارک کا پہلا جمعہ ہے جس کے خطبے میں تمام دنیا کی جماعتیں شامل ہو سکتی ہیں یا ہو رہی ہیں اور جب تمام دنیا کہتا ہوں اور واقعۃً ساری دنیا ہی مراد ہے۔ کچھ پہلے ایسے حصے تھے جن تک ہمارا پیغام پوری طرح نہیں پہنچ رہا تھا۔ بعض جگہ قانونی مجبوریاں تھیں مثلاً ماریشس میں۔ لیکن اللہ کے فضل کے ساتھ حکومت نے باقاعدہ ڈش انٹینا کی اجازت دے دی ہے اور گزشتہ جمعہ میں جماعت بڑے ذوق شوق کے ساتھ اپنے پہلے اجتماعی خطبہ جمعہ میں شامل ہوئی جو ڈش انٹینا کے ذریعے وہاں دکھایا جا رہا تھا اور اس پر مجھے کسی نے لکھا کہ آئے تو بڑے ذوق شوق سے تھے لیکن نکلتے ہوئے کئی، بہت سوں نے مایوسی کا اظہار کیا کہ ہمارا نام نہیں آیا۔ میں تو نہیں مانتا کہ اس رپورٹ کرنے والے نے سچی رپورٹ کی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ماریشس کی جماعت کو میں جانتا ہوں بہت مخلص جماعت ہے وہ اپنے نام کی خاطر اکٹھے نہیں ہوئے تھے بلکہ خدا کے نام کی سربلندی کے لئے اکٹھے ہوئے تھے۔ اس بات پر خوش تھے کہ آج خلیفہ وقت کی زبان میں براہ راست اللہ کا ذکر سننے کو ہمیں مل رہا ہے اور ہم اس اجتماعی نظارے میں ایک جزو بن چکے ہیں۔ جو دنیا میں ہر طرف پھیلتا چلا جا رہا ہے کہ ایک آواز ایک جگہ سے اٹھ رہی ہے، ایک تصویر ایک جگہ بن رہی ہے اور ساری دنیا ان آوازوں کو سن رہی ہے اور ان تصویروں میں شریک ہو رہی ہے۔ پس اس خوشی سے وہ خوش تھے اور یہ الزام ہے جماعت ماریشس پر کہ وہ مایوسی کا شکار ہو کر واپس گئے۔ کسی ایک آدھ شخص کے دل میں یعنی شکایت کرنے والے کے دل میں یہ خیال پیدا ہو گیا ہو گا مگر میں جماعت ماریشس کے متعلق یہ تسلیم نہیں کر سکتا۔

جہاں تک ذکر کا تعلق ہے اب تو یہ ہماری حد استطاعت میں ہی نہیں رہا۔ روزانہ مختلف علاقوں سے رپورٹیں آ رہی ہیں کہ اب یہاں بھی ڈش انٹینا لگ گیا، وہاں بھی لگ گیا۔ یہاں بھی جماعت کی طرف سے اجتماعی انتظام ہوا، جہاں اجتماعی انتظام نہیں ہے وہاں انفرادی طور پر گھروں نے اپنے دروازے کھول دئے اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہمارا گھر تو مسجد بن گیا ہے۔ آج کل یہ مسجدیں جو بن رہی ہیں خدا کے ذکر کے لئے، یہ زیادہ معمور ہیں کیونکہ رمضان کا مہینہ ہے اور رمضان میں وہ چہرے بھی دکھائی دینے لگتے ہیں جو بالعموم یا باقاعدہ روزمرہ نمازمیں دلچسپی نہیں لیتے یا اپنے گھروں میں بیٹھ کر پڑھتے ہیں اور مسجدیں ان سے دور ہوتی ہیں اس لئے عادت نہیں ہوتی ان کو۔ لیکن رمضان کے دنوں میں تکلیف اٹھا کر بھی دور دور سے جہاں بھی مسجد میسر ہو وہاں پہنچتے ہیں تو اللہ ان کو بھی ان کی نیکی کی جزاء دے۔ ایسے موقع پر جبکہ سننے والوں کی تعداد اور دیکھنے والوں کی تعداد بڑھ رہی ہو اس وقت بہت سی باتیں کہنے کی ایسی ہوتی ہیں جو میں اپنے ذہن میں کھنگالتا رہتا ہوں اور سوچتا ہوں کہ یہ بھی کہوں گا وہ بھی کہوں گا لیکن وقت بہت تھوڑا ہے اور اس لئے کچھ ترجیحات بنا کر بعض باتیں کہنی پڑتی ہیں بعض چھوڑنی پڑتی ہیں مگر بعد میں یہ سلسلہ جاری رہے گا۔

سب سے پہلی تو میں یہ درخواست کروں گا کہ دعا کریں کہ رمضان کی برکت سے آنے والے دائمی ہو جائیں اور ان کے جمعے بھی دائمی بن جائیں تاکہ ہمیں یہ گھبراہٹ نہ ہو کہ کل آئے تھے آج نہیں ہیں۔ کل جو باتیں ہم نہیں کہہ سکے تھے آج کہیں گے بھی تو یہ شامل نہیں ہونگے۔ اس لئے جہاں تک مجبوریاں ہیں دعا کریں اللہ تعالیٰ ان کی مجبوریاں دور فرمائے جہاں تک سستیاں اور غفلتیں ہیں اللہ رمضان کی برکت سے ان کو صحت کاملہ عاجلہ عطا فرمائے اور نیکیوں کا ذوق پیدا ہو اور "دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا" کا عہد ان کے اوقات پر بھی سچا ثابت ہو۔

وقت کے متعلق جو کہا جاتا ہے وقت نہیں ہے، یہ محض ایک لاعلمی کا محاورہ ہے۔ ہر شخص کے پاس وقت ہوتا ہے مگر ترجیحات الگ الگ ہوتی ہیں۔ بعضوں کے لئے وقت دنیا کے ٹیلی ویژن کے لئے ہے، بعضوں کے لئے دنیا کی دلچسپیوں میں ہے، مجالس میں جانے کے لئے ہے مگر دین کے کاموں میں آنے کے لئے نہیں ہے۔ یہ مطلب تو نہیں کہ وقت نہیں ہے مراد یہ ہے کہ ترجیحات مختلف ہیں۔ بعض لوگ تو دینی معاملات میں ایسی دلچسپی رکھتے ہیں کہ بعض جگہوں سے خبریں ملیں کہ ایک گاؤں چھوڑ کر جہاں بجلی بند ہو گئی تھی مرد عورتیں اور بچے پیدل بھاگے ہیں دوسرے گاؤں کہ شاید وہاں بجلی ہو اور وہاں ہم دیکھ سکیں۔ تو یہ ترجیحات کی باتیں ہیں اور جس کا وقت دین کے لئے زیادہ ہو وہی وقت ہے جس میں برکت دی جاتی ہے۔ وہی وقت ہے جو اللہ کے حضور وقت لکھا جاتا ہے ورنہ گھڑیوں کے وقت تو ہر کس و ناکس پر چلتے ہیں۔ ہر مذہب والے اور ہر لامذہب پر چلتے ہیں۔ ان سے درحقیقت وقت کی قیمت نہیں ناپی جاتی ایک سپیس ٹائم (Space Time) کا تصور ہے۔ جو ہر چیز پر یکساں گزرتا ہے خواہ وہ زندہ ہو خواہ وہ مردہ ہو۔ مگر جس وقت کی میں بات کر رہا ہوں یہ وہ وقت ہے جو اپنے خالق کے ساتھ ایک شعوری کوشش سے تعلق قائم کرنے میں خرچ ہوتا ہے۔ باشعور کوشش کہ میں اپنے رب سے ملوں اور اپنے رب کو راضی کروں، ایسی باتیں کروں جو اس کی محبت جیتنے والی ہوں، ایسی باتوں سے پرہیز کروں جو اس کی ناپسندیدگی کا مظہر بنیں اور ناپسندیدگی پیدا کرنے والی ہوں۔ یہ جدوجہد ہے جس جدوجہد میں جو وقت خرچ ہو وہ وقت ہے اور اس کے سوا جو باتیں ہیں وہ تو گزارے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا کہ انسان کو جو کچھ بھی اللہ عطا فرماتا ہے یا وہ کنجوسی سے روک رکھتا ہے، یا وہ اپنے اوپر اور اپنے بچوں پر خرچ کر لیتا ہے یا وہ خدا کی خاطر اس کے ان کاموں پر خرچ کرتا ہے جن سے اللہ راضی ہو۔ فرمایا جو پہلے دو کام ہیں جن پر خرچ کئے جاتے ہیں۔ وہ تو موت کے ساتھ یہیں مٹی میں مل جائیں گے اور پیچھے رہ جائیں گے اور اس کا مال اس کا مال نہیں رہے گا۔ جو کھالیا وہ ختم ہو گیا جو روک رکھا وہ اس کے کام کا نہیں، اس کے کسی کام بھی نہیں آ سکتا۔ نہ اس دنیا میں نہ اس دنیا میں۔ لیکن جو اس نے اللہ کی راہ میں خرچ کیا ہے وہ آگے بھیجا جاتا ہے اور وہی اس کا مال ہے کیونکہ وہ دائمی ہے۔ اس پہلو سے وقت کو بھی دیکھیں تو وقت وہی ہے جو اللہ کی راہ میں خرچ ہو کیونکہ وہ وقت آگے بھیجا جائے گا اور وہ وقت جسے ہم ضائع کر بیٹھے ہیں وہ مٹی میں مل جائے گا اس کی کوئی بھی حیثیت باقی نہیں رہتی۔ پس دنیا کے کام تو ہیں لیکن دنیا کے کام بھی اگر اللہ کی رضا کی خاطر اس نیت سے کئے جائیں کہ دین کے کاموں میں سہولت پیدا ہو اور زیادہ سے زیادہ نیکیوں کی استطاعت ہو اور حقوق ادا کرنے کی توفیق ملے جس میں بیوی بچوں کے حقوق بھی ہیں عزیزوں اور اقرباء کے حقوق بھی ہیں۔ عام غرباء کے حقوق بھی ہیں تو اس نیت سے اگرچہ بظاہر انسان دنیا میں وقت خرچ کر رہا ہے مگر اللہ تعالیٰ نے یہ نسخہ ہمیں سمجھا دیا کہ ایسے اوقات دراصل خدا کے نزدیک دین میں خرچ ہونے والے اوقات کے طور پر لکھے جائیں گے۔

تو اس پہلو سے ہمیں اپنے اوقات پر بھی اس رمضان میں نظر کرنی چاہئے۔ کتنے اوقات ہم زیادہ سے زیادہ اللہ کے لئے نکال رہے ہیں۔ یعنی پہلے جو کسی اور مصرف میں آیا کرتے تھے اب ہم خدا کی خاطر انہیں نکال کر خدا کی راہ میں خرچ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اور اس کا مقصد کیا ہے۔ بعض لوگ تہجد پر اٹھتے ہیں بعض لوگ جو نمازیں نہیں پڑھتے تھے وہ نمازیں شروع کر دیتے ہیں۔ بعض لوگ بعض بدیوں سے پرہیز کرتے ہیں مگر تا بہ کے۔ کب تک؟ کیا رمضان گزرنے کا انتظار کرتے ہیں کہ رمضان گزرے تو آرام سے سوئیں۔ تہجد کی مصیبت سے نجات ملے۔ کیا رمضان گزرنے کا انتظار کرتے ہیں کہ رمضان گزرے تو وہ نیکیاں جو ہم نے خواہ مخواہ اپنے اوپر چڑھالی تھیں ان کا غازہ اتار پھینکیں اور اپنی اصلیت کی طرف واپس آ جائیں۔ اگر یہ مقصد ہے اور

اس طرح رمضان گزر رہے ہیں تو یہ رمضان گزارنے کے ڈھنگ نہیں ہیں۔ یہ تو بےوقوفی کے سودے ہیں۔ وقتی طور پر کچھ دیر کے لئے لذت ملتی ہے اور ساری کی ساری لذت اگر ایک مصیبت کے طور پر ہے جس نے رمضان کے ساتھ ہی گزر جانا ہے اور کالعدم ہو جانا ہے تو یہ ایک بےوقوفی کا سودا ہے۔ لیکن اگر دیانتداری کے ساتھ کوشش اور جدوجہد اور محبت کے ساتھ رمضان سے استفادہ کرتے ہوئے انسان نیکیوں کی کوشش کرتا ہے تو اگرچہ وہ نیکیاں اسی طرح دائم نہیں رہتیں اور رمضان کے گزرنے کے بعد ان میں کچھ کمی واقع ہو جاتی ہے مگر پہلے سے بہتر حال پر انسان کو چھوڑ جاتی ہیں۔ جو داغ دھوئے تھے وہ اگر ابھرتے بھی ہیں تو پوری طرح نہیں ابھرتے، بہت حد تک مٹ چکے ہوتے ہیں۔ اگر کچھ نیکیاں اختیار کی گئی تھیں تو وہ نیکیاں پوری طرح نہیں مٹا کرتیں، کچھ نقوش کو بہتر بنا جاتی ہیں۔ کچھ اللہ کی محبت کے رنگ پیچھے چھوڑ جاتی ہیں۔ اگر یہ سلسلہ ہے تو یہ انچ انچ، قدم قدم اور کچھ نہ کچھ حسب توفیق خدا کی طرف بڑھنے کا نظارہ ہے۔ پس اس پہلو سے وہ رمضان ضائع تو نہیں جاتا مگر اس رمضان سے ویسا استفادہ نہیں ہو سکا جیسا کہ ہونا چاہئے تھا۔

دعا کے لئے توجہ چاہئے۔ دعا کے لئے ایک گہرا احساس چاہئے ورنہ ہونٹوں کی دعائیں تو کسی کام نہیں آیا کرتیں۔ دل کی گہرائی سے اضطراب کے ساتھ اٹھنے والی دعائیں ہیں جو اللہ تعالیٰ سنتا ہے

پس یہاں بھی میں پھر اس دعا کی طرف متوجہ کرتا ہوں کہ سب ہم مل کر اپنے لئے، اپنے عزیزوں کے لئے، اپنے اقرباء کے لئے، اپنی نسلوں کے لئے جو ہم پیچھے چھوڑ کر جانے والے ہیں اور سب دنیا کے لئے دعا کریں کہ یہ رمضان ایسی خیر و برکت لے کر آئے جو باقی رہ جائے اور اگلے رمضان سے جا ملے۔ یہ وہ پل ہیں جو ہمیں تعمیر کرنے ہوں گے۔ ایک رمضان سے دوسرے رمضان کے درمیان یہ نیکیوں کے پل ہیں اور وہ راہیں جو جدا کر دیتی ہیں ایک رمضان کو دوسرے رمضان سے، ان راہوں سے احتراز کرنا ہو گا۔ ان سے اپنے قدم روک کر ان راہوں پر چلانے ہیں جو رمضان کو رمضان سے ملانے والی راہیں ہیں۔ یہ ایک بالارادہ کوشش ہونی چاہئے۔ جب تک اس کا شعور بیدار نہ ہو اور رمضان کے دوران انسان اپنے نفس کا جائزہ نہ لینا شروع کرے اس وقت تک نہ یہ خیال پیدا ہو سکتا ہے نہ اس کے نتیجے میں دعائیں پیدا ہو سکتی ہیں جو دراصل سارے کام بنایا کرتی ہیں۔ پس جب آپ اپنا تجزیہ کریں، اپنے گردوپیش کا تجزیہ کریں، اپنے بچوں کا تجزیہ کریں وقتی طور پر بہت سے احمدی گھر ہیں جہاں بڑی رونقیں ہونگی۔ رات کے وقت بچے اٹھ رہے ہیں اور سحری کے مزے ہیں، پھر افطاری کے مزے ہیں، چہل پہل ہے اور چھوٹے چھوٹے بچے بھی ذوق شوق سے ضد کرتے ہیں کہ ہم نے بھی روزہ رکھنا ہے۔ یہ اچھی باتیں ہیں مگر ان کے ساتھ نیکی کے مستقل سبق کتنے ہیں جو دئے جا رہے ہیں۔ کیا کیا ہیں جو دئے جا رہے ہیں۔ کیا ان بچوں کی نماز پر جب آپ نظر ڈالتے ہیں جو رمضان سے وابستہ ہیں تو کیا آپ ان کو ساتھ یہ بھی سمجھاتے ہیں کہ یہ نمازیں تو مستقل حصہ ہیں جو زندگی کے ساتھ ہیں۔ اب تم نے کچھ توفیق پائی ہے تو آگے بڑھو اور یہ عہد کرو کہ گزشتہ سال رمضان کے بغیر جو دن گزرے تھے۔ ان میں جو نمازیں تم کھو بیٹھے اب آئندہ اگلے رمضان تک وہ نمازیں نہیں کھوؤ گے، مسلسل ان کو جاری رکھو گے۔

پس جب میں کہتا ہوں کہ ایک پل تعمیر کریں جو ایک رمضان سے دوسرے رمضان تک ممتد ہو تو کوئی فرضی قصے نہیں ہیں یہ روزمرہ کے حقائق ہیں جن کی باتیں کرتا ہوں۔ یہ عبادتوں کے پل ہیں جو پہلے نہیں تھے اب آپ نے تعمیر کئے ہیں، ان کو آگے بڑھائیں۔ اگر پل کنارے سے کنارے تک نہ پہنچے تو بیچ میں جہاں بھی پل رکا وہاں غرق ہو جائیں گے۔ پس اگر رمضان آپ کو ایسے کنارے تک پہنچاتا ہے جس کے بعد اچانک نیکیاں غائب اور بدیوں کا پھر از سر نو قبضہ ہے تو یہ تو غرقابی کے پل ہیں، یہ تو نجات کے پل نہیں۔ پس رمضان کی نیکیوں کو پائندگی دینا، ہمیشہ ہمیش کے لئے جاری کرنا یہ وہ جدوجہد ہے جس میں رمضان آپ کے لئے سراسر خیر و برکت ہے۔ اگر یہ جدوجہد بالارادہ شروع کریں اور یاد رکھیں کہ آپ کے ارادے سے بات نہیں بنے گی جب تک دعا مانگتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے مدد نہ مانگیں اس وقت تک یہ جدوجہد کامیاب نہیں ہو سکتی۔ مگر دعا کے لئے توجہ چاہئے۔ دعا کے لئے ایک گہرا احساس چاہئے ورنہ ہونٹوں کی دعائیں تو کسی کام نہیں آیا کرتیں۔ دل کی گہرائی سے اضطراب کے ساتھ اٹھنے والی دعائیں ہیں جو اللہ تعالیٰ سنتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے بھی اس پر روشنی ڈالی اور قرآن کے مضامین کی مزید تفاصیل بیان فرمائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اس مضمون پر بہت روشنی ڈالی اور کثرت سے اپنی عارفانہ تحریروں میں بتایا کہ دعا کیسے قبول ہوتی ہے۔ کیا باتیں ہیں جو قبولیت دعا کا تقاضا کرتی ہیں۔ پہلے وہ کرو پھر قبولیت دعا کی توقع رکھو۔ اس میں سب سے اہم بات اضطراب ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو کیا ضرورت پڑی ہے کہ لوگوں کو مضطرب کر دے۔ وہ آنسو خدا کے کس کام کے جو آنکھوں سے بہہ رہے ہوں۔ سیدھا سادہ منہ سے کسی نے کہہ دیا اللہ میاں یہ دے دے تو دے کیوں نہیں دیتا۔ بات یہ ہے کہ دعا ایک عام ذریعہ طلب نہیں ہے۔ عام ذرائع طلب وہ ہیں جو دنیا میں خدا تعالیٰ نے قانون قدرت کے طور پر آپ کو مہیا کر رکھے ہیں اور بے شمار ہیں۔ وہ قوانین ہیں جو ہر کھرے کھوٹے، ہر نیک و بد کے لئے خدا کی رحمانیت اور رحیمیت کے چشمے بہا رہے ہیں۔ اور جو خدا کا فیض حاصل کرنا چاہے وہ ان ذرائع کو اختیار کر کے حاصل کر سکتا ہے۔

پس دعا کے الگ نظام کی ضرورت کیا تھی اس پر آپ غور کریں گے تو پھر آپ کو سمجھ آئے گی کہ اضطراب کی کیا ضرورت ہے۔ عام طور پر جب آپ کسی کام میں محنت کرتے ہیں، شغف رکھتے ہیں، اس کام سے گہرا دلی تعلق ہوتا ہے تو وہ کام زیادہ اچھا ہوتا ہے۔ اگر سرسری طور پر کرتے ہیں تو اچھا نہیں ہوتا۔ یہ قانون کس نے بنایا ہے۔ اسی خدا نے جس نے دعا کا نظام بھی جاری فرمایا ہے۔ ایک آدمی کسی مجلس میں بیٹھتا ہے، سرسری طور پر دلچسپی لیتے ہوئے وہاں موجود رہتا ہے۔ ایک آدمی جان و دل بیچ میں ڈال کر بیٹھتا ہے ان دونوں کے فوائد میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ اور فائدے کے لئے گہری توجہ، انہماک اور سچا پیار ہونا ضروری ہے۔ پس اگر دعا کسی اور قانون کے تابع بنائی جاتی تو اس خدا کی طرف سے نہ ہوتی جس خدا نے دنیا کا نظام بنایا ہے۔

خدا میں کوئی تضاد نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ اس کی کائنات میں نظر ڈال کر دیکھو تمہیں کہیں کوئی تضاد دکھائی نہیں دے گا۔ نظر دوڑاؤ، کائنات کی پنہائیوں میں اتر جاؤ تمہیں کوئی تضاد دکھائی نہیں دے گا۔ پھر دوبارہ نظر ڈالو، تمہاری نظر تھکی ہاری لوٹ کر تمہاری طرف آ جائے گی مگر تمہیں خدا کی کائنات میں کوئی تضاد دکھائی نہیں دے گا۔ پس جس خدا نے دنیاوی تدبیر کا نظام جاری فرمایا اور ارب ہا ارب سال ہماری تعمیر کے ہمیں بتاتے ہیں کہ یہ نظام بہت ہی مؤثر اور کارگر ہے اس نظام میں مرکزی نقطہ توجہ ہے اور کوشش اور جدوجہد ہے جو دلی تمنا کو چاہتی ہے۔ اور دلی تمنا ہو تو اضطراب پیدا ہوتا ہے۔ دلی تمنا ہو تو جب تک آپ اپنی خواہش کو حاصل نہیں کر سکتے آپ بے چین ہوتے ہیں اور یہ تمنا جتنی بڑھتی ہے اتنا ہی اضطراب بڑھتا ہے۔

پس سوال یہ ہے کہ دعا کا نظام اس عام قانون قدرت کے سوا کیوں نہیں بنایا گیا؟ عام لوگوں کو کیوں اس سے محروم رکھا گیا؟ دراصل خدا کی ہستی کے یقین کا سب سے مؤثر ذریعہ دعا ہے۔ اور خدا کے ساتھ رہنے کا جو محاورہ ملتا ہے وہ دعا ہی کے ذریعے سمجھ آتا ہے۔ اس کے بغیر یہ محض منہ کی باتیں ہیں۔ کہتے ہیں Communion with God انگریزی میں بھی محاورہ ہے۔ عیسائی اس پر بڑا فخر کرتے ہیں، اچھا محاورہ ہے مگر محاورہ ہے۔ کیسے خدا کے ساتھ انسان رہ سکتا ہے۔ یہ مضمون دعا سکھاتی ہے اور رمضان دعا کے مضمون کو سکھانے کا سب سے مؤثر مہینہ ہے۔ رمضان سے زیادہ دعا کا مضمون سمجھ نہیں آ سکتا۔ لیکن دعاؤں میں اضطراب ہونا چاہئے۔ اضطراب اس لئے کہ آپ کی دلی توجہ اس طرف ہو قانون قدرت میں جس طرح آپ کوشش کرتے ہیں ہر اس چیز کے لئے جس کی خواہش ہو یہاں تک کہ جب محبت سے کوشش کرتے ہیں تو بعض دفعہ محبت پاگل پن کی حد تک پہنچ جاتی ہے۔ ایسا اضطراب، ایسا جنون، اگر دعاؤں میں آئے گا تو دعائیں بھی پھل لائیں گی اور اس روحانی نظام میں آپ خدا کی ہستی کے ایسے شواہد دیکھیں گے جو ساری کائنات میں بکھرے ہوئے ہیں لیکن آپ غافل آنکھوں سے اس کو دیکھتے ہیں کیونکہ وہ روزمرہ کا ایک دستور بن گئے ہیں۔ دعا اس روزمرہ کے دستور سے آپ کے ذہن کو الگ کرتی ہے، ایک ایسا مزید احساس آپ میں پیدا کرتی ہے کہ جہاں آپ جانتے ہیں کہ دعا اگر سنی گئی تو یہ کام ہو گا ورنہ نہیں ہو گا۔ جہاں سب دوسرے ذرائع ٹوٹ جاتے ہیں۔ سب دوسری راہیں بند ہو جاتی ہیں۔ "حیلے سب جاتے رہے اک حضرت توّاب ہے"۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو یہ فرمایا۔

حیلے سب جاتے رہے اک حضرت توّاب ہے

SATELLITES
OFFICIAL SKY AGENTS
SKY
TV ASIA
MTV AHMADIYYA
VIEW THE SERMON EVERY DAY ON EUTELSAT - SATELLITE SYSTEM AVAILABLE FOR ALL SATELLITES IN THE WORLD,
VIEWING CARDS IN STOCK. INSTALLATION AVAILABLE.
MAIL ORDER & INTERNATIONAL EXPORT SERVICE AVAILABLE
WE ACCEPT CREDIT CARDS. CALL FOR COMPETITIVE PRICES. ASK US FOR MORE DETAILS.
S.M SATELLITE SERVICES
15 BRIDGE END, CAMBERLEY, SURREY, GU15 2QX, ENGLAND
TELEPHONE 0276 20916 FAX 0276 678740
RECEIVERS, DECODERS, DISHES, SMART CARDS

یہ مجھے یاد نہیں کہ الہام ہے یا آپ کا اپنا مصرعہ ہے لیکن کلام الہامی معلوم ہوتا ہے۔ ایسا وقت جبکہ کوئی حیلہ باقی نہ رہے اس وقت اضطراب بھی پیدا ہوتا ہے اور دعا پر یقین بھی پیدا ہوتا ہے کیونکہ جب حیلے نہ رہیں تو بے انتہا بے چینی اور گھبراہٹ پیدا ہوتی ہے۔ اور اضطراب اسی کا نام ہے۔ اس وقت جو دعا کی جاتی ہے اگر وہ مقبول ہو تو انسان کا دل کامل یقین سے بھر جاتا ہے۔ کہ ایک سننے والی ہستی ہے جس نے میری بات کو سنا ورنہ اور کوئی ذریعہ نہیں تھا۔ تو اللہ سے تعلق کا ایک پل ہے۔

جھوٹ کے خلاف جہاد ایک بہت ہی بڑا اور بنیادی جہاد ہے۔ کل عالم میں جماعت احمدیہ کو اور ان کو جو داعی الی اللہ بننے کے دعویدار ہیں خصوصیت سے جھوٹ کے خلاف پہلے اپنے نفس میں جہاد کرنا ہے

میں ابھی پل کی بات کر رہا تھا کہ جو ایک رمضان سے دوسرے رمضان تک ممتد ہوتا ہے یہ رمضان سے رمضان کو ملانا تو کوئی مقصد نہیں مگر یہ وہ پل ہے جو خدا تک پہنچاتا ہے یہی اصل مقصد ہے۔ یہ خدا تک پہنچنے کا جو پل ہے یہ دعا ہے جو آسمان تک پہنچتی ہے اس کا جواب آتا ہے انسان یقین سے بھر جاتا ہے کہ میرا ایک خدا ہے۔ لیکن اضطراب کے ساتھ اگر یقین نہ ہو تو وہ دعا بے کار ہو جاتی ہے۔ بعض دفعہ اضطراب ہے لیکن یقین نہیں ہے اور اضطراب ہے مگر محبت نہیں ہے اور خدا کا گہرا تصور اور خدا کی قدر دل میں نہیں ہے۔ بعض لوگ ایسی دعائیں بھی کرتے ہیں ان کو میں سمجھانا چاہتا ہوں بات کھول کر اچھی طرح ان پر یہ بات روشن کر دینا چاہتا ہوں کہ آپ کا اضطراب مسلم، تسلیم ہے کہ آپ اضطراب کی حالت میں خدا کو پکارتے ہیں ایک لڑکا کہتا ہے اے خدا اتنی دیر ہو گئی میرے پرچے خراب ہو رہے ہیں اس دفعہ مجھے پاس کر دے۔ ایک انسان ہے جو یہ کہتا ہے کہ اے خدا روزی کا کوئی ذریعہ نہیں، فاقے مر گیا، بار بار تیرے حضور ماتھا رگڑتا ہوں، کوئی جواب نہیں آتا۔ تو کیسا خدا ہے ایک طرف کہتا ہے "اذا سالک عبادی عنی فانی قریب" اے محمدؐ وہ تجھ سے میرے بندے سوال کرتے ہیں کہ میں کہاں ہوں "انی قریب" میں پاس ہوں تو وہ کون سا خدا تھا جس نے یہ اعلان کیا ہماری دعائیں تو نہیں سنی جا رہیں۔ یہ جو اضطراب ہے اس کا تجزیہ کر کے اسے حقیقی اضطراب سے الگ کرنا ہو گا جو اضطراب خدا سے ملانے والا ہے۔ یہ وہ دعائیں ہیں جو شدید اضطراب میں اگر مقبول ہو بھی جائیں تو خدا سے نہیں ملاتیں بلکہ نفس پرستی کی دعائیں ہیں۔ اپنے نفس سے ملاتی ہیں اور انسان واپس اپنے نفس کی طرف لوٹ جاتا ہے۔

پس اللہ تعالیٰ اس کی مثال دیتا ہے فرماتا ہے کہ بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ اضطراب حقیقی ہے اور اس وقت بعض لوگ یہ یقین کر لیتے ہیں کہ خدا کے سوا اب کوئی نہیں جو بچانے والا ہو۔ جب یہ اخلاص، عارضی اخلاص بھی پیدا ہو جائے تب بھی ہم ان کی دعاؤں کو سن لیتے ہیں لیکن جانتے ہیں کہ یہ لوگ جو کشتیوں میں سوار طوفان کی لہروں کے رحم و کرم پر ہیں کسی لمحہ بھی وہ طوفان ان کو غرق کر سکتے ہیں۔ جب مخلصین ہو کر مجھے پکارتے ہیں اضطراب کے ساتھ، تو میں جواب دیتا ہوں ان کے طوفان کو امن کی حالت میں بدل دیتا ہوں۔ وہ خیر و عافیت کے ساتھ اپنے اپنے کناروں پر پہنچتے ہیں مگر اپنے اضطراب کو بھی پیچھے چھوڑ جاتے ہیں اپنی دعاؤں کو، اپنے خدا کو بھی پیچھے سمندروں میں چھوڑ جاتے ہیں اور پھر شرک کی طرف اور اپنی پرانی بدیوں کی طرف لوٹ جاتے ہیں۔ پس ایسے لوگ جن کا اضطراب اللہ کے لئے نہ ہو یا حقیقت میں اللہ سے تعلق کے لئے نہ ہو بلکہ اپنی خود غرضی کے لئے ہو ان کا اضطراب بعض دفعہ کبھی کبھی ان کو ان کا مدعا دلا بھی دیتا ہے مگر مدعا جو ہے وہ عارضی اور ایک مادی دنیاوی مدعا ہوتا ہے اس سے آگے وہ نہیں بڑھتے اس لئے وہ دعائیں سنی بھی جائیں تو اللہ کی طرف نہیں لوٹتے۔

ایسے طالب علموں کو آپ سوچ لیجئے تصور کریں آپ کے طالب علمی کے زمانے میں ایسے بہت سے طلباء ہونگے جو ادھر امتحان آیا ادھر مسجدوں میں پہنچنے شروع ہو گئے۔ ادھر امتحان ختم ادھر مسجدوں سے چھٹی دعاؤں کے خطوط شروع ہوئے، جب امتحان قریب آگیا، امتحان گزر[illegible] اس مصیبت سے نجات۔ یہ جو تعلق ہیں یہ وہ اضطراب نہیں جس کے متعلق خدا وعدہ کرتا ہے کہ میں ضرور سنوں گا کیونکہ اس کی تشریح خود بعد میں پھر بیان فرما دی، فرمایا کہ جب میں تمہیں پکارتا ہوں تم بھی تو جواب دیا کرو۔ تم بھی تو میرے لئے موجود ہو۔ اب ایک طرف وہ خدا ہے جو بعض لوگوں کے تصور میں وہ الہ دین کے چراغ کا جن ہے جب جی چاہا بلا لیا جب چاہا اس کو واپس کالعدم کر دیا گویا وہ ہے ہی نہیں۔ یہ مراد ہر گز نہیں ہے کہ جب اضطراب ہو تو میں حاضر ہو جاؤں گا۔ وہ اللہ تعالیٰ ہے مالک ہے کوئی تمہارا غلام جن تو نہیں جو کسی لیمپ میں قید ہوا ہو۔ پس دعا وہ چراغ نہیں ہے جو الہ دین کا چراغ کہلاتا ہے۔ دعا وہ چراغ ہے جو دلوں میں نور بن کے روشن ہوتی ہے اور مستقل رہتی ہے پھر کبھی نہیں چھوڑتی۔ اور اس مثال کو قرآن کریم نے نور کے لفظ سے بیان کرتے ہوئے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو وہ نور بیان فرمایا جو خود بھی روشن جس پر خدا کا شعلہ عشق نازل ہوا ہے اور اسے منور کر گیا ہے اور دوسروں کو بھی منور کرنے والا ہے وہ ایسا نور ہے جو ایک گھر سے دوسرے گھر میں منتقل ہوتا ہے اس گھر کو روشن کر دیتا ہے پھر سینہ بہ سینہ چلتا ہے دوسرے گھروں کو بھی روشن کرتا چلا جاتا ہے۔ تو وہ ایسا نور تو نہیں ہے جو پیچھے چھوڑ دیا جائے اور غائب کر دیا جائے۔

اس لئے دعا کو اگر آپ سچے معنوں میں سمجھیں تو یہ رمضان آپ کے لئے دائمی برکات لے کر آیا ہے جو آپ کے پاس چھوڑ جائے گا۔ دائمی برکات کو لایا ہے ضرور اس میں تو کوئی شک نہیں۔ ہر رمضان ایسا ہے جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ارشاد کے مطابق آسمان سے رحمتیں لے کر خدا سماء الدنیا میں اتر آتا ہے اور خود طلب کرتا ہے کوئی ہے مانگنے والا تو میں آیا ہوں، تمہیں دوں گا۔ ایسے مانگنے والے چاہئیں جو عطا کرنے والے کا مزاج تو سمجھیں یہ تو پتہ کریں کہ وہ آیا ہے تو کیسے دے گا۔ کیا ہر پکارنے والے کی منہ کی پکار کا جواب دے گا جب کہ وہ پکارنے والا جب خدا اسے پکارے گا تو منہ موڑ کر دوسری طرف چلا جائے گا، ہر گز نہیں۔ ایسا خدا تو نوکروں سے بھی بدتر ہے جو اس غرض کے لئے آپ کے ذہنوں نے بنا رکھا ہے۔ حقیقی خدا وہ ہے جس کی بندگی کی جاتی ہے اور "اذا سالک عبادی عنی فانی قریب" میں لفظ عباد میں یہ کنجی رکھ دی گئی ہے۔ میرے بندے جو ہیں، شیطان کے بندے نہیں۔ میرے بندے بن کر رہیں جن کو میری ذات پہ کامل یقین ہے ان کو بتا دے کہ میں تو ہر وقت ان کے ساتھ ہوں اور اپنے بندوں کو کبھی نہیں چھوڑتا لیکن بندہ بھی تو آقا کو نہیں چھوڑتا۔ بندہ تو آقا کو چھوڑ سکتا ہی نہیں یہ مضمون ہے جس کی طرف آپ کو توجہ کرنی چاہئے کیونکہ بندہ تو غلام کو کہتے ہیں۔ عبد غلام کو کہتے ہیں اور آقا کو تو اختیار ہے جب چاہے غلام کو چھوڑ دے غلام کو اختیار ہی نہیں ہے۔ تو اگر ایک انسان اپنے لئے ایک ایسی حالت پیدا کر لے کہ اللہ کی محبت اور اطاعت کی زنجیروں میں ایسا جکڑا جائے کہ اسے چھوڑ نہ سکے۔ ہر ابتلاء کے وقت وہ اپنے آپ کو آزما کے دیکھے اور اس کا دل یہ کہے کہ ہاں میں دنیا کو چھوڑ سکتا ہوں۔ مگر اس خدا کو نہیں چھوڑ سکتا۔ ایسا شخص اگر گناہ اور لغزش میں بھی مبتلا ہو جائے تو یہ اس کی عبودیت کا انکار نہیں ہے۔ لیکن وہ امتحان پھر بھی پیش آئیں گے جہاں عبودیت کا انکار بھی ہو سکتا ہے اس کے عبد ہونے کا انکار بھی روشن ہو سکتا ہے۔ ایک غلام جس کے اوپر مالک کو یقین ہو کہ ہے تو میرا۔ اگر غلطیاں بھی کرتا ہے تو مسکرا کر بعض دفعہ معمولی سرزنش کے ساتھ بھی اس کو معاف کر دیتا ہے لیکن وہ جانتا ہے کہ ہر دفعہ جب میری آنکھ اس کے لئے میلی ہوئی تو اس کا دل بھی میلا ہوا اور ہر دفعہ جب میں نے صرف نظر کی تو یہ اپنی ذات سے کھویا گیا۔ اس قدر بے چین ہوا کہ اس نے میری عدم توجہ کو محسوس کیا۔ ایسا آقا اس غلام پر بار بار بھی رحم فرماتا ہے لیکن دائمی حالت غلامی کی حالت ہونی چاہئے۔ وہ زنجیریں ایسی ہوں جو کبھی ٹوٹ نہ سکیں اور بعض ایسے ابتلاء انسان پر آتے ہیں جب کہ اس کے لئے دوٹوک فیصلہ کرنا پڑتا ہے کہ یہاں ایک ذریعہ میسر ہے جو خدا کی مرضی کے خلاف ہے اور ایک ذریعہ ہے جو دعا ہے۔ کیا میں دنیاوی ذریعے کو جو مجھے نظر آرہا ہے کہ میں اختیار کروں تو کچھ نہ کچھ نتیجہ نکل سکتا ہے، اسے اختیار کروں یا چھوڑ دوں اور محض دعا پر انحصار کروں۔ وہ دعا ہے جو اسکے غلام ہونے کو ثابت کرتی ہے وہ دعا ہے جو بتاتی ہے کہ اس کا ایک آقا ہے جس سے تعلق ٹوٹ نہیں سکتا۔ پھر وہ یہ عرض کرے گا اپنے رب سے کہ میں نے تو دنیا کے سب رشتے توڑ دئے ہیں تو ہے تو میں ہوں، تو نہیں ہے تو میرا کوئی وجود نہیں۔ تو ہے تو

SCL
DISTRIBUTORS OF COMPUTER PARTS AND SPARES
DIRECT TO THE PUBLIC

4A RANELAGH ROAD, SOUTHALL,
MIDDLESEX, UB1 1DO
TELEPHONE 081 571 0859/9933
MOBILE 0831 093 120
FAX 081 571 9933

میرے سارے مسائل حل ہونگے ۔ تو نہیں ہے تو میرا کوئی مسئلہ بھی حل نہیں ہو سکتا کیونکہ میں تو دنیا کی کشتی کو چھوڑ کر تیری کشتی میں آچکا ہوں ۔ اس لئے تو میرے لئے ہو جا اور اپنے وجود کو میری ذات پر ظاہر فرما۔ یہ وہ دعا ہے جو ضرور مقبول ہوتی ہے جب انسان ایسا دعا کرنے والا آزمائش پر پورا اترتا ہے تو عجیب استجابت کے جلوے دیکھتا ہے۔ حیرت انگیز طور پر وہ خدا کو غیب سے ظاہر ہوتا ہوا اور شہادہ میں آتا ہوا دیکھتا ہے ۔ پس یہ واقعہ تو روز مرہ کی زندگی میں ہوتا رہتا ہے۔ اور وہ لوگ جو ان تجارب سے گزرتے ہیں وہ جانتے ہیں اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہ ایسا ہوتا ہے مگر رمضان میں یہ بہت زیادہ ہوتا ہے۔ رمضان کے آخری عشرے میں تو اور بھی زیادہ ہوتا ہے۔ پس اپنے اور اپنے بچوں کا شعور اس پہلو سے بیدار کریں۔ اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کو بھی بتائیں کہ یہ دعائیں کرنے، دعائیں سیکھنے اور خدا کی ہستی کا ایک ذاتی تعارف حاصل کرنے کا موقع ہے۔ یہ مہینہ ایسا ہے جس میں خدا کی ہستی سے ایک غائبانہ تعارف نہیں رہتا بلکہ آمنے سامنے کا تعارف ہو جاتا ہے۔ پس اس طرح اگر آپ اس رمضان سے گزریں گے تو بہت برکتیں ہوں گی جو برکتیں عارضی ہو ہی نہیں سکتیں۔ کیونکہ اگر کسی بڑے آدمی سے کسی چھوٹے آدمی کا تعلق قائم ہو تو پھر وہی بات غلام اور آقا کی نسبت کی کہ غلام تو چھوڑ ہی نہیں سکتا، آقا ناپسند فرمائے تو چھوڑ بھی دیتا ہے۔ غلام ہمیشہ پریشان اور فکر مند رہتا ہے کہ کہیں یہ تعلق ٹوٹ نہ جائے۔ تو چھوٹے لوگ جب بڑوں کے درباروں میں رسائی پاتے ہیں تو ان کو فکر ہوتی ہے کہ وہ ہمیں نہ چھوڑ دیں۔ جو بڑے ہیں ان کو کیا فکر ہے۔ اگر چھوڑ بھی دیں تو انکو کوڑی کی بھی پرواہ نہیں ہوگی لیکن نہ چھوڑیں تو کچھ تعلق بڑھتا ہی ہے۔

دعائیں کریں اور جھوٹ سے خود بھی نجات حاصل کریں اور اپنی اولادوں کو بھی سچائی پر گامزن کریں

پس اس پہلو سے آپ رمضان کی برکتیں وہ حاصل کریں گے اگر خدا کا وجود آپ پر ظاہر ہو اور دل کامل یقین سے بھرے کہ ہم اپنی عمریں ضائع نہیں کر رہے اس کائنات کا ایک خدا ہے جو اس کائنات کے ہر ذرے کا بھی خدا ہے ہر حقیر ترین ذرے کا بھی خدا ہے وہ بھی اگر خدا کا قرب چاہے تو اسے بھی عطا ہو سکتا ہے تو پھر ایک عظیم کائنات پر جلوہ گر رحمت آپ کی ذات پر جلوہ کرتی ہے۔ وہ محض عالم پر نہیں چمکتی آپ کے دل کو کائنات بنا دیتی ہے اور اس دل میں چمکتی ہے۔ اس مقصد سے دعائیں کریں اور اس مقصد سے دعائیں سکھائیں اپنی اولاد کو اپنے عزیزوں کو اور اپنے اقرباء کو۔

اور اس ضمن میں میں داعیین الی اللہ کو خصوصیت سے متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ ان کو مستقلاً خدا کا بنا دینے کا ایک بہت ہی اچھا وقت ہاتھ میں آیا ہے۔ آج کل جو نئے نئے احمدی ہوئے ہیں، دنیا کے کونے کونے میں ہو رہے ہیں، کوئی شرک سے آرہے ہیں، کوئی دہریت سے آرہے ہیں، کوئی دوسرے مسلمانوں سے چلے آرہے ہیں جنہوں نے اب اسلام کا حقیقی نور پایا اور دیکھا اور پہچانا ہے۔ غرضیکہ ہر قسم کے لوگ ہر ملک سے آرہے ہیں اور یہ تعداد خدا کے فضل سے دن بدن بڑھتی چلی جا رہی ہے ان کو سنبھالنے کا مسئلہ ہوا کرتا ہے اور میں داعیین الی اللہ کو نصیحت کرتا ہوں کہ اب رمضان میں ان کو اس طرح سنبھالیں کہ خدا کے ہاتھ میں ہاتھ پکڑا دیں۔ اس سے بہتر سنبھالنے کا اور کوئی طریق نہیں ہے۔ سارے مسائل ایک طرف، سارے روز مرہ کے جھگڑے ایک طرف اور کسی کا ہاتھ خدا کے ہاتھ میں تھما دیا جائے یہ ایک طرف، اس کے بعد خدا اسے پکڑ لیتا ہے اور مضبوطی سے اس کو تھام لیتا ہے۔

اب یہاں مضمون کچھ بدل گیا ہے۔ میں نے کہا تھا کہ آپ چھوڑ دیں تو چھوڑ دیں لیکن اگر آپ خدا کا حقیقی عرفان حاصل کریں تو آپ چھوڑ نہیں سکتے۔ اس کے برعکس اللہ چاہے تو چھوڑ دے لیکن انہی کو چھوڑتا ہے جو اس کا حقیقی عرفان حاصل نہیں کرتے، ایک سرسری تعلق کے لئے اس کے پاس آتے ہیں۔ تو اب میں جو آپ کو بات کہہ رہا ہوں درحقیقت اس میں تضاد نہیں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ ان دنوں میں ان کا ہاتھ تھما دیں پھر وہ خدا اس کو سنبھال لے گا۔ کچھ عرصہ ایسا گزرتا ہے جس سے تعلق میں کہ بندہ چھوڑنا بھی چاہے تو خدا ہاتھ نہیں چھوڑتا۔ بعض دفعہ مصافحے میں میں نے دیکھا ہے بعض لوگ جو زیادہ ہی پیار کا اظہار کرنا چاہیں یہ بھی نہیں دیکھتے کہ کتنے لوگ مصافحے والے کھڑے ہیں ہاتھ میں ہاتھ آجائے تو چھوڑتے ہی نہیں۔ بڑی مشکل سے انگلیاں یوں یوں کر کے نکالنا پڑتا ہے ہاتھ۔ تو یہ تالیف قلب کا دور بھی اسی طرح کا ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے نئے آنے والوں پر اتنا مہربان ہوتا ہے کہ بندوں کو بھی حکم ہے کہ ان کی تالیف قلب کرو۔ یہ ذرا جیتنے کے محتاج لوگ ہیں اور خود کبھی تالیف قلب فرماتا ہے اور حیرت انگیز طور پر بعض دفعہ ان کو نشان دکھاتا ہے۔ تو جب اس ہاتھ کی عادت پڑ جائے گی تو پھر یہ بھی نہیں چھوڑ سکیں گے۔ لیکن جب تک یہ ہاتھ اس ہاتھ میں نہ آجائے جو خدا کا ہاتھ کہلاتا ہے اس وقت تک آپ کے ہاتھوں میں تو محفوظ نہیں ہیں۔ آج ہے کل نکل جائے گا ہاتھ سے۔ آپ کو کب توفیق ہے کہ سارا دن تمام سال بھر آپ روزانہ ان کی فکر کریں مہینے میں ایک دو دفعہ بھی فکر کا آپ کے پاس وقت نہیں رہتا اب تو رفتار بھی بہت پھیل چکی ہے۔ لکھو کھہا کی تعداد میں لوگ احمدیت قبول کر رہے ہیں اور ہر قوم سے، ہر مذہب سے، ہر زبان بولنے والوں میں سے آرہے ہیں تو ان کو آپ کیا سمجھائیں گے کیسے کیسے ان کی طرف توجہات کا حق ادا کریں گے ایک ہی طریقہ ہے کہ خدا کے ہاتھ میں ان کا ہاتھ تھما دیں۔ اور رمضان مبارک میں یہ کام ہر دوسرے دور سے زیادہ آسان ہو جاتا ہے۔

اس ضمن میں ان کو روزے رکھنے کی تلقین کریں۔ روزے رکھنے کے سلیقے سکھائیں۔ ان کو بتائیں کہ اس طرح دعائیں کرو اور اللہ دعاؤں کو سنتا ہے لیکن اس سے عہد باندھو کہ تم اس کو چھوڑو گے نہیں۔ اصل مقصد مذہب کا خدا سے ملانا ہے۔ اگر کوئی مذہب باتیں سکھا جاتا ہے اور قیدوں میں مبتلا کر جاتا ہے مگر خدا کا قیدی نہیں بناتا تو ایسے مذہب کا کیا فائدہ۔ جتنے زیادہ بندھن ہوں اتنا ہی وہ مذہب مصیبت بن جاتا ہے۔ لیکن اگر وہ بندھن خدا کی محبت کے بندھن ہوں تو پھر وہ مصیبت نہیں وہ رحمت ہی رحمت ہے وہ عشق کے بندھن ہونے چاہئیں۔ پس ہر وہ شریعت جس پر عمل ظاہری ہو وہ ایسی غلامی کے بندھن ہیں جن کے ساتھ اللہ کی محبت کا تعلق نہیں ہے۔ ایسے لوگ ظواہر پرست ہو جاتے ہیں ظاہری چیزوں کے غلام ہو جاتے ہیں ان کی شریعت ان کو کچھ بھی نہیں فائدہ پہنچاتی۔ کورے کے کورے، سخت دل کے سخت دل، انسانیت کی اعلیٰ قدروں سے عاری اس دنیا سے گزر جاتے ہیں، کچھ بھی فائدہ ان کو نہیں ہوتا۔

لیکن وہ بندھن اگر خدا کی محبت کے بندھن میں تبدیل ہوں اور اس وجہ سے ہوں۔ اللہ کی خاطر ایک انسان اپنے آپ کو پابند کر رہا ہے اور اس کی محبت کی خاطر کر رہا ہے تو یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ پھر وہ عبد بنتا ہے، پھر وہ غلام ہوتا ہے ورنہ روز مرہ کی ٹکسالی کے طور پر کام کرنے والے کہاں غلام ہوتے ہیں۔ پس اس معنے میں ان کی تربیت کریں، ان کو سمجھائیں اور پھر چھوٹے موٹے روز مرہ کے رمضان کے آداب بھی تو بتائیں۔ روزے کیسے رکھے جاتے ہیں۔ کیوں رکھے جاتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اس سلسلے میں جو نصیحتیں فرمائیں ان سے کچھ ان کو آگاہ کریں تو رفتہ رفتہ ان کی تربیت ہوگی اور اگر ان کو یہ تجربہ رمضان میں ہو گیا کہ ان کو لیلۃ القدر نصیب ہو گئی یعنی وہ رات آئی ہے جو رات کہلاتی ہے مگر سب سے زیادہ منور ہے اور سب سے زیادہ روشنیاں اور دائمی روشنیاں پیچھے چھوڑ جاتی ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ہو سکتا ہے وہ آپ کو سنبھالنے والے بن جائیں، آپ کو ان کو سنبھالنے کی ضرورت نہیں رہے گی۔ ایسے لوگ میں نے دیکھے ہیں جب ان میں احمدیت میں ان میں انقلاب برپا ہو جاتا ہے وہ ہر ابتلاء سے اوپر نکل جاتے ہیں کوئی ٹھوکر ان کے لئے ٹھوکر نہیں رہتی وہ یہ نہیں کہتے کہ دیکھو جی فلاں یوں کر رہا ہے انہوں نے ہمیں احمدیت دی اپنا یہ حال ہے۔ وہ اپنے آپ کو خدا کا ان سے بہتر نمائندہ سمجھنے لگتے ہیں اور ان کی فکر کرتے ہیں، ان کی تربیت کرتے ہیں، ان کو سمجھاتے ہیں۔ ایسے لوگ ہیں جن کی ہمیں آج ضرورت ہے دنیا کو سنبھالنے کے لئے۔ اگر ایسے ہی رہنے دیا گیا کہ ہر وقت آپ ہی نے ان کو سنبھالے رکھنا ہے تو آپ کی طاقت میں تو یہ سنبھالنا بھی نہیں انہوں نے پھر آگے دنیا کو کیا سنبھالنا ہے اس لئے رمضان سے یہ فائدہ اٹھائیں۔

میں چند احادیث جتنا بھی وقت ہے آج آپ کے سامنے رکھتا ہوں باقی انشاء اللہ آئندہ خطبے میں میں بیان کروں گا اور اس مضمون کو آگے بڑھاؤں گا۔

حضرت ابوہریرہؓ بیان فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا جو شخص بولنے اور جھوٹ پر عمل کرنے سے اجتناب نہیں کرتا اللہ تعالیٰ کو اس کے بھوکا پیاسا رہنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

اب یہ دو باتیں ہیں جو بیان فرمائی گئی ہیں۔ جھوٹ بولنے سے اور جھوٹ پر عمل کرنے سے۔ ان میں فرق کیا ہے۔ بعض لوگ تو عادتاً جھوٹ بول دیتے ہیں۔ ایک بات اس کا خاص مقصد حاصل کرنا نہیں ہوتا بلکہ صرف اپنی شیخی ہوتی ہے بعض دفعہ۔ بعض دفعہ دلچسپ بات کرنے کا شوق ان سے جھوٹ بلواتا ہے۔ جو واقعہ نہیں ہوا ہوتا وہ اپنی طرف اپنے تجارب کی طرف منسوب کر۔

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS
AND C.T.N. SHOPS
2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX
TELEPHONE
081 478 6464 & 081 553 3611

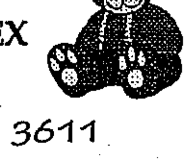

دیتے ہیں۔ لیکن اس کے نتیجے میں دوسرے کو صرف اتنا دھوکہ لگتا ہے کہ آدمی بڑا ہوشیار ہے مگر اور نقصان نہیں پہنچتا۔ مگر یہ جھوٹ یہاں نہیں رہا کرتا۔ جو شخص ایسا جھوٹ بولے پھر وہ جھوٹ اس کے عمل میں داخل ہوتا ہے اور اس کی ساری زندگی کو جھوٹا بنا دیتا ہے وہ کمائی جھوٹ کی کرتا ہے وہ خطروں سے بچتا ہے تو جھوٹ کی پناہ میں آکر بچتا ہے۔ وہ تمنائیں کرتا ہے تو اس کی تمناؤں میں جھوٹ اس کا مددگار بن جاتا ہے اور اس کے اعمال میں رچ بس جاتا ہے۔ یہ وہ جھوٹ ہے جس کی طرف حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے توجہ دلائی کہ رمضان میں اس بدبخت چیز کو چھوڑو اور اگر اس کو نہیں چھوڑو گے تو یہ رمضان تمہیں کوئی فائدہ نہیں دے گا۔

جھوٹ سے نجات حاصل کرنا ایک وقت کے فیصلے کی بات نہیں ہے۔ باشعور طور پر آپ کو اپنے ہر فیصلے کی نگرانی کرنی ہوگی

فرمایا اللہ کو کیا دلچسپی ہے کہ تم بھوکے رہو۔ رہو نہ رہو خدا تو رازق ہے، خدا تو احسان کرنے آیا ہے۔ بھوک اگر کسی نیکی کا پیش خیمہ بنتی ہے۔ اگر بھوک خدا کی خاطر ہے اور اس کے نتیجے میں اللہ سے کوئی تعلق باندھتی ہو تو پھر یہ بھوک پیاری ہے ورنہ فی ذاتہ بھوک کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی اس نصیحت کو پکڑیں اور اس نصیحت سے اپنے سفر کا آغاز کریں کیونکہ اکثر جو نومبایعین ہیں ان کو تو میں نے سچا ہی دیکھا ہے خصوصاً یورپ میں۔ اکثر لوگ سچ کے ہی عادی ہیں۔ یہ بدقسمتی ہے بعض تیسرے درجے کی دنیا کی جس میں افریقہ بھی شامل ہے پاکستان، ہندوستان، بنگلہ دیش۔ ایسے لوگ ہیں بڑا ہی جھوٹ بولتے ہیں اور روزمرہ کی چھوٹی چھوٹی باتوں میں جھوٹ کا سہارا لئے بغیر آگے بڑھ ہی نہیں سکتے۔ ان کے سیاستدان بھی جھوٹے، ان کے پولیس کارندے بھی جھوٹے، ان کی سول سروس والے بھی جھوٹے ان کے تقویٰ انصاف قائم کرنے والے بھی جھوٹے، ان کے مانگنے والے بھی جھوٹے، ان کے دینے والے بھی جھوٹے۔ اتنا جھوٹ ہے کہ ایسی وبا جھوٹ کی شاید ہی دنیا میں کبھی کبھی دنیا پر بلا کے طور پر اتری ہو۔ تو رمضان کا مہینہ ہے سب سے پہلے وہ لوگ جو ایسے ملکوں سے یہاں آئے ہیں یا دوسرے ملکوں میں گئے ہیں جہاں جھوٹ نہیں ہے وہ پہلے اپنے نفس کی تو اصلاح کر لیں۔ بھوکے رہیں گے اور جھوٹ بھی بولیں گے تو بھوکے رہنا سب کچھ باطل جائے گا۔ مفت کا عذاب ہے، گناہ بے لذت ہے یعنی یوں کہنا چاہئے ثواب ہے جو تکلیف دہ ثواب ہے لیکن ثواب نہیں ملتا۔ ایسا ثواب ہے جو فرضی ثواب ہے۔ تکلیف چھوڑ جاتا ہے ثواب نہیں ہوتا۔ تو اس کا کیا فائدہ۔

اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے جو نکتہ بیان فرمایا ہے اس کو سمجھیں گے تو آپ کی زندگی سنور جائے گی۔ آپ اس بات کے اہل ہو جائیں گے کہ دوسروں کو نصیحت کر سکیں۔ آپ کی بات میں طاقت پیدا ہوگی۔ آپ کے گھر کے حالات بھی سنوریں گے۔ روزمرہ جو اپنی بیویوں سے جھوٹ بولتے ہیں۔ اپنے بچوں سے جھوٹ بولتے ہیں۔ دوستوں یاروں سے جھوٹ بولتے ہیں۔ بزنس کے معاملات میں جھوٹ بولتے ہیں۔ اور رشتوں کے تعلقات قائم کرنے کے لئے جھوٹ بولتے ہیں۔ کون سا ایسا زندگی کا آپ کا دائرہ ہے جس میں آپ جھوٹ سے کام نہیں لے رہے۔ تو اب رمضان میں اس بدبختی کو پیچھے چھوڑ کر جائیں۔ یہ جو پل ہے یہ ہلاکت کے سمندر میں غرق کرنے والا پل ہے اور اس کو آپ جب تک فنا نہیں کر لیتے آپ کی فناء پر یہ خطرہ ہمیشہ کھڑا رہے گا۔

اس لئے اللہ تعالیٰ سے توفیق مانگیں، دعا کریں اور جھوٹ کی لعنت سے خود بھی بچیں اور اگر ایسی قوموں میں آپ تبلیغ کر رہے ہیں جیسا کہ افریقہ ہے، پاکستان ہے، ہندوستان ہے، بنگلہ دیش ہے اور دوسری قومیں ہیں جہاں بدقسمتی سے ان کی غربت کفر میں تبدیل ہوئی ہے اور غربت نے سب سے بڑی لعنت جھوٹ کی پیدا کی ہے اور غربت جھوٹ کی لعنت اسی وقت پیدا کیا کرتی ہے جبکہ اخلاقی قدریں کمزور ہو چکی ہوں اور حرص غالب آچکی ہو۔ تو یہ ساری بیماریاں ہیں جنہوں نے مل جل کر ہمارے تیسری دنیا کے ملکوں کا امن اجاڑ دیا ہے کچھ بھی وہاں باقی نہیں رہا۔ کوئی مستقبل کی امید بھی دکھائی نہیں دیتی۔

ایک حکومت کے بعد دوسری حکومت آتی ہے، وعدے کرتی ہے اور کوشش بھی کرتی ہے کہ کچھ بنے لیکن خود بھی انہی بیماریوں کی پروردہ حکومتیں ہیں جو بیماریاں سارے ملک میں ایک عذاب کی صورت میں پھیلی ہوئی ہیں۔ پس اس کے لئے جھوٹ کے خلاف جہاد ایک بہت بڑا اور بنیادی جہاد ہے۔ کل عالم میں جماعت احمدیہ کو اور ان کو جو داعی الی اللہ بننے کے دعویدار ہیں خصوصیت سے جھوٹ کے خلاف پہلے اپنے نفس میں جہاد کرنا ہے۔ یہ رمضان ختم نہ ہو جب تک ان کا جھوٹ ختم نہ ہو چکا ہو اور کلیۃً جھوٹ سے چھٹکارا پا کر ایک نئی زندگی میں داخل نہ ہو جائیں۔ یہ ہر نصیحت کی جان ہے ہر نصیحت کی ماں ہے اس لئے میں نے حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی نصائح میں سے یہ ایک نصیحت سب سے اوپر رکھی ہے کیونکہ میں جانتا ہوں کہ اس میں آپ کی فلاح کی ہر کنجی موجود ہے۔

اس لئے دعائیں کریں اور جھوٹ سے خود بھی نجات حاصل کریں اور اپنی اولاد کو بھی سچائی پر گامزن کریں اور جھوٹ سے نجات حاصل کرنا ایک وقت کے فیصلے کی بات نہیں ہے باشعور طور پر آپ کو اپنے ہر فیصلے کی نگرانی کرنی ہوگی۔ ہر عذر جو آپ پیش کرتے ہیں اس کی نگرانی کرنی ہوگی۔ ہر بات جو آپ کسی دوست یا تعلق والے کو اپنے خطوط میں لکھتے ہیں اس کی بھی نگرانی کرنی ہوگی۔ بسا اوقات مبالغے کی باتیں ہوتی ہیں۔ محبت کے اظہار ہیں جی ہم تو حاضر ہیں ہم تو غلام ہیں لیکن سب جھوٹی باتیں ہیں۔ وہ غلامیاں نفس کی غلامیاں ہوتی ہیں کسی اور کی نہیں ہوتیں۔ تو ہمارے تعلقات کے دائرے میں ایسے جھوٹ بھی ہیں جو مخفی ہیں ہماری اپنی نظر سے غائب رہتے ہیں۔ ہم عذر جو روزانہ بناتے ہیں کئی بار کہ یہ بات ہو گئی تھی اس لئے میں نے یوں کہہ دیا تو بات کہی اس کے بعد اس کی توجیہات شروع کر دیں اور وہ توجیہات جھوٹی ہوتی ہیں۔ تو جھوٹ کے خلاف جہاد بہت بڑا محنت کا کام ہے۔ بڑا جان جوکھوں کا کام ہے۔

اس لئے جن باتوں کو میں سمجھا رہا ہوں غور سے سنیں اور اس رمضان میں دعاؤں کے ساتھ مدد کرتے ہوئے اپنے نفس کے جھوٹ کے خلاف جہاد کریں پھر اللہ آپ کو ان کی تربیت کی توفیق دے گا جو خدا کے قریب آنے کے لئے خود کئی کئی مشکلات میں سے، کئی مصائب میں سے گزر کر حاضر ہو چکے ہیں اب ان کو آپ نے سنبھالنا ہے ان کی دلداریاں کرنی ہیں ان کی تربیت کرنی ہے اور رمضان یہ بہترین مہینہ ہے تربیت کے لحاظ سے۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

بقیہ مختصرات

۱۹۳ تا ۱۹۴ کی تفسیر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بیان فرماتے ہوئے الفاظ "باطلاً، خزی، النار، الظالمین، منادیا، سیاتنا اور ذنوب کی خاص طور پر تفسیر بیان فرمائی۔

آخر میں آیت ۱۹۱ تا ۱۹۳ کے آپس میں گہرے تعلق، ترتیب اور مسلسل مضمون ہونے پر روشنی ڈالی۔ لفظ منادی کی تفسیر میں بیان فرمایا کہ اس سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ منادی کی ضرورت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ حقیقی ایمان منادی کے ذریعہ ہی نصیب ہوتا ہے۔

منگل، ۲۸ فروری ۱۹۹۵ء:

آغاز حیات کے بارہ میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تفصیلی گفتگو فرمائی نیز اس بارہ میں احمدی سائنس دانوں کو تحقیق کی طرف توجہ دلائی۔

فرمایا کہ آیت ۱۹۵ میں آئندہ ترقی اور اسلام کے آخری غلبہ کے وعدہ کا ذکر ہے اس لئے جماعت احمدیہ کو اس زمانہ میں اس آیت میں مذکور دعا بہت کثرت سے کرنی چاہئے۔

نیز فرمایا کہ سورۃ نصر میں جہاں اسلام کی ترقی کے وقت فوج در فوج لوگوں کے اسلام میں داخل ہونے کی پیش گوئی ہے، وہاں ساتھ ہی مسلمانوں کو تسبیح و تحمید اور استغفار کا حکم دیا گیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو رکوع و سجود میں ایسی ہی دعا کرنے کی تلقین فرمائی تھی، وہ دعا اس زمانہ میں اب احمدیوں کو کثرت سے رکوع و سجود میں کرنی چاہئے اور وہ دعا یہ ہے سبحانک اللھم ربنا وبحمدک اللھم اغفرلی فرمایا کہ اس دعا کو اپنا معمول بنالیں اور رکوع و سجود میں اس کو خاص طور پر یاد رکھیں۔

بدھ، یکم مارچ ۱۹۹۵ء:

کل کے تسلسل میں کہ "و" کے اوپر اگر الٹی پیش ہو تو کیسے پڑھنا چاہئے، پر مزید روشنی ڈالی۔ نیز آغاز حیاۃ کے بارہ میں مزید تحقیقی گفتگو فرمائی اور فرمایا کہ ہمارے احمدی سائنس دانوں کو اس مضمون میں مزید تحقیق کرنی چاہئے۔ اس کے بعد آیت ۱۹۷ تا ۱۹۹ کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا جو غلبہ ہوگا وہ دائمی ہوگا اور اس کے بعد کوئی اور مذہب اس پر غالب نہیں آسکے گا۔

جمعرات، ۲ مارچ ۱۹۹۵ء:

قرآن کریم کی آخری تین سورتوں کی تفسیر بیان فرمائی اور اس رمضان المبارک کی آخری اجتماعی دعا کروانے سے پہلے توجہ دلائی کہ ہمیں اپنی دعاؤں میں کن کن کو شامل کرنا چاہئے۔

جمعۃ المبارک، ۳ مارچ ۱۹۹۵ء:

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح دس بجے اسلام آباد میں خطبہ عیدالفطر ارشاد فرمایا اور بعد ازاں سب احباب سے فرداً فرداً مصافحہ کرنے کے بعد جمعہ کا مختصر خطبہ ارشاد فرما کر نماز جمعہ پڑھائی۔

(اجتماعی دعا، عید اور جمعہ کی تفصیل الفضل میں شائع ہو چکی ہے)۔ (ع۔ م۔ ر)

BOTTLING PLANT
FULLY AUTOMATIC FILLING & SEALING MACHINE
ALWID-MATADOR D MODEL 1986
ROW DOSING SYSTEM, UNIVERSAL - D
8 FILL STATION 1 HEAD, SEAL SYSTEM
OUTPUT: 2000 BOTTLE-HOUR, FILLING VENTIL DIAM. 15MM
VOLUME: CAPACITY UPTO 1,0 LITER
EACH SIDE 1 METRE CONVEYER BELT
FOR FURTHER INFORMATION, PLEASE CONTACT:
2nd HAND MAC
BONGARTSTR. 42/1, 71131 JETTINGEN, GERMANY
TELEPHONE AND FAX NO. 07452/78184

مباہلہ کا نشان

۱۰ جون ۱۹۸۸ء کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت احمدیہ کے تمام معاندین، مکفرین اور مکذبین کو مباہلہ کا چیلنج دیا تھا۔ اس مباہلہ کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ مسلمہ کے حق میں نہایت عظیم الشان تائیدی نشان ظاہر فرمائے۔ پاکستان کے فوجی ڈکٹیٹر جنرل ضیاء الحق کی عبرتناک ہلاکت اور اسلم قریشی نامی ایک ملاں کا، جس کے اغواء اور قتل کا الزام جماعت احمدیہ پر لگایا جا رہا تھا، ایک لمبے عرصہ کی روپوشی کے بعد خود بخود واپس آ جانا اور اس طرح مولویوں کے جھوٹا ہونے پر کھلم کھلا گواہ بننا، یہ اور اس قسم کے دیگر متعدد نشانات ایسے ہیں جو مباہلہ کے سال میں ظاہر ہوئے اور کئی پہلوؤں سے اس مباہلہ کے اثرات اب تک جاری ہیں۔ مباہلہ کے چیلنج میں جو دعائیں کی گئی تھیں ان کی قبولیت احمدیت کی صداقت کا روشن ثبوت ہے۔

حال ہی میں شیخوپورہ سے ایک دوست مکرم محمد افضل ڈار صاحب نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں تحریر کردہ اپنے ایک خط میں لکھا ہے کہ انہوں نے اس وقت حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مباہلہ کا چیلنج اپنے علاقہ کے ایک مولوی کو دیا تھا جسے اس نے منظور کر لیا اور پھر وہ اس مباہلہ کا شکار ہوا۔ انہوں نے یہ واقعہ بہت دیر بعد بھجوایا ہے۔ یہ کوئی فرضی کہانی نہیں بلکہ مستند حقیقت ہے۔

ذیل میں ہم ان کے خط کا متعلقہ اقتباس درج کر رہے ہیں تا کہ ریکارڈ میں محفوظ ہو جائے۔ ممکن ہے بعض اور جگہوں پر بھی اس قسم کے واقعات مقامی سطح پر ہوئے ہوں جن کی اطلاع مرکز میں نہیں دی گئی۔ اس لئے اگر آپ کے علم میں ایسے کوئی واقعات ہوں تو مستند تصدیقی گواہیوں کے ساتھ سیدنا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت اقدس میں بھجوائیں تا کہ ایسے تمام نشانات کا ریکارڈ یکجا کیا جا سکے۔

——[مدیر]

مکرم محمد افضل ڈار صاحب (شیخوپورہ) اپنے خط مرقومہ ۲ فروری ۱۹۹۵ء میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں لکھتے ہیں:۔

"......... آپ نے جب مباہلہ کی دعوت دی تھی اس وقت میں نے بھی ایک پمفلٹ فاروق آباد ضلع شیخوپورہ کے نامور مولانا حافظ سید عباس علی شاہ رضوی فاضل عربی پیر علاقہ کو اس کے ایک مرید صادق علی کے ذریعہ بھجوایا۔ دو دن بعد مولانا مذکور شہر فاروق آباد کی کتابوں کی دکان پر کھڑے تھے کہ میرا ادھر سے گزر ہوا۔ وہ مجھے دیکھتے ہی آگ بگولا ہو گئے اور حسب عادت مجھے بہت کچھ سنا ڈالا (یعنی مرزا صاحب دعوت مباہلہ دیتے ہوئے اس دنیا سے گذر گئے اور نہایت غلیظ زبان استعمال کر کے اپنے خیالات کا اظہار کیا) لیکن میں نے کہا کہ پیر صاحب آپ صاحب علم ہیں، قرآن کریم کے حافظ ہیں۔ خلیفہ صاحب نے اس مباہلہ میں کیا کہا ہے؟ صرف یہی کہ ہمارا قرآن وہی ہے جو حضور نبی کریم ؐ پر نازل ہوا، وہی ہماری نماز ہے، وہی ہمارا دین ہے، ہم حضور ؐ کو خاتم النبیین سمجھتے ہیں لیکن آپ کہتے ہیں کہ ہم جھوٹ بولتے ہیں۔ لیکن ہمارے خلیفہ صاحب نے فرمایا ہے کہ اگر اب بھی کوئی یقین نہیں رکھتا اور ہم پر الزام لگاتا ہے تو وہ کہہ دے کہ " جو جھوٹا ہے اس پر خدا کی لعنت "۔ میں نے کہا پیر صاحب خدا نے ہمیں اپنی زندگی میں یہ دن دکھایا ہے آپ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے خلیفہ صاحب کو اگر وہ جھوٹے ہیں تو دس جون ۱۹۸۹ء سے پہلے پہلے ختم کر دے تو میں اور فاروق آباد کی ساری جماعت آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لیں گے۔ آپ مان لیں اور یہ الفاظ کہہ دیں۔ چنانچہ اس نے اس مباہلہ کو تسلیم کر لیا اور پیر صاحب نے کہہ دیا کہ آپ دس جون تک انتظار کریں۔ پھر نماز مغرب پر مسجد میں تمام احباب کو یہ واقعہ بتایا گیا۔ چندماہ بعد عید میلاد النبی ؐ کے موقعہ پر اپنی تقریر کے دوران مولانا صاحب نے برملا طور پر عوام الناس کے سامنے اس بات کا اظہار کیا کہ میں نے مرزائیوں کا مباہلہ تسلیم کیا ہے آپ لوگ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے کامیابی دے۔

ہماری جماعت کے ایک دوست اس جلسہ میں حاضر تھے اور انہوں نے یہ سارا ماجرا بیان کیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے ۱۰ جون سے قبل ۲۵ مارچ ۱۹۸۹ء کو یہ نشان پورا کیا اور یہ شخص پانچ چھ ماہ کی سخت اذیت ناک بیماری کے بعد اپنے انجام کو پہنچے اور فاروق آباد کے قرب و جوار کے شہروں میں ان کی نماز جنازہ کا اعلان کیا گیا۔ چنانچہ اس کی قبر فاروق آباد کی سب سے بڑی مسجد کے احاطہ میں بنائی گئی ہے۔ اس کے انتقال کے بعد مجھے اس کے ایک مرید سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ اس نے بیان کیا کہ پیر صاحب کے مرنے کے بعد ان کا چہرہ سیاہ تھا۔ اس نے کہا کہ اگر ہمارے پیر کی یہ حالت ہے تو ہمارے مریدوں کا کیا بنے گا"

الفضل انٹرنیشنل کے خود بھی خریدار بنئے اور اپنے غیر از جماعت دوستوں کے نام بھی لگوائیے۔ یہ بھی دعوت الی اللہ کا ایک مفید ذریعہ ہے۔

(مینیجر)

خریداران الفضل سے گذارش

کیا آپ نے نئے سال کا چندہ خریداری ادا کر دیا ہے؟

اگر نہیں تو براہ کرم اپنی مقامی جماعت میں اس کی ادائیگی فرما کر رسید حاصل کریں اور اپنے ملک کے مرکزی شعبہ اشاعت کو مطلع کریں۔ رسید کٹواتے وقت اپنا AFC نمبر ضرور درج کروائیں۔ شکریہ (مینیجر)

عزیز تر ہے مرے خون کو آبروئے رسول ؐ

بتاؤ تم مجھے کافر قرار دو گے اگر
تو چھین لو گے مرے دل سے آرزوئے رسول ؐ

ہوائے وادی بطحا کے نرم جھونکوں سے
کہو گے بن کے نہ آئیں وہ مشکبوئے رسول ؐ

تمہیں خبر ہے کہ مری رگوں میں گردش سے
عزیز تر ہے مرے خون کو آبروئے رسول ؐ

یہ جسم و روح کا پیوند گو رہے نہ رہے
رہے گی روح میں میری یہ جستجوئے رسول ؐ

شکوہ و شوکت و شاہی نہیں مزاج مرا
مرے جنوں کو میسر ہو گرد کوئے رسول ؐ

جو لے کے ہاتھ میں قرآں جہاں میں پھیل گئے
انہیں کو آپ نے فرما دیا عدوئے رسول ؐ

حصار وحدت ملت کو توڑنے والو
چلو گے حشر میں کس منہ سے رو بروئے رسول ؐ

(عبدالمنان ناہید)

بقیہ جلسہ سالانہ برطانیہ کے موقعہ پر احمدی مستورات سے خطاب

کیونکہ اور بھی بہت سی باتیں کرنے والی ہیں۔ مبلغین کرام کی بیویاں جن کے خاوند تبلیغ اسلام کے لئے لمبا عرصہ ملک سے باہر رہے اور انہوں نے یہ وقت بغیر خاوندوں کے گزارا۔

ان میں سرفہرست حکیم فضل الرحمان صاحب ہیں۔ ۲۳ سال نائیجیریا میں رہے۔ پہلے سات سال مسلسل پھر سولہ سال مسلسل۔ دونوں مرتبہ ان کی بیوی نے اکیلے وقت گزارا ہے اور آپ جانتی ہیں کہ شادی کے بعد عورت کی جو شادی کی خوشیوں کی زندگی ہے وہ بمشکل تئیس سال تک چلتی ہے اس کے ساتھ بچوں کے بوجھ بڑھتے چلے جاتے ہیں، کئی قسم کی بیماریاں لاحق ہو جاتی ہیں اور غربت اگر ہو تو پھر تو اور بھی مصیبت بنتی ہے اور بعد میں تو زندگی گھسیٹنے والی بات ہے۔ تو ۲۳ سال کی خاوند کی جدائی کے بعد اس کا کیا باقی رہا ہو گا اور کونسی خوشیاں اس نے زندگی میں دیکھی ہونگی یا اپنے بچوں کو خوشیاں دکھائی ہونگی۔ پھر مکرمہ رفیقہ بیگم صاحبہ اہلیہ غلام حسین صاحب ایاز ہیں۔ ایاز صاحب مسلسل ساڑھے پندرہ سال سنگاپور میں رہے۔ اب تو سنگاپور یوں لگتا ہے جیسے چھلانگ لگاؤ تو سنگاپور چلے جاؤ۔ اس زمانے میں قادیان سے جب کہ سنگاپور بہت نزدیک ہے نسبتاً، اتنی دور دکھائی دیتا تھا اور جماعت اتنی غریب تھی کہ سنگاپور بھیج کر گویا جماعت نے کالے پانی بھجوا دیا اور عمر قید دے دی کیونکہ عمر قید سولہ سال کی ہوتی ہے تو ساڑھے پندرہ سال عمر قید کے برابر کا حصہ ہے۔ یہ عرصہ سنگاپور بھیج کے وہاں سے بلانے کی توفیق نہیں تھی ٹکٹ بھیجنے کی توفیق نہیں تھی۔ آج جماعت کو آپ جس حال میں دیکھ رہے ہیں ساری دنیا میں اب تو ۱۲۶ ممالک سے بھی بڑھ گئے ہیں جہاں تمام دنیا میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تبلیغ زمین کے کناروں تک پہنچی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔ ان کے پیچھے جن عظیم خواتین نے قربانیاں پیش کی ہیں اور اس فصل کی آبیاری کی ہے ان کا بھی کبھی کبھی ذکر چلتے رہنا چاہئے تا کہ آئندہ نسلیں ہمیشہ ان پر سلام اور درود بھیجتی رہیں۔

مکرم مولوی رحمت علی صاحب مرحوم، یہ متفرق اوقات میں بائیس سال باہر رہے اور ان کی بیوی نے یہ دن عملاً بیوگی کی حالت میں کاٹے۔ زیادہ تر جاوا، سماٹرا وغیرہ میں گزارا۔ ان کے ایک بچے کے متعلق حضرت مصلح موعود ؓ بتایا کرتے تھے کہ اپنی اماں سے پوچھتے تھے کہ لوگوں کے ابا آتے ہیں، چیزیں لے کر آتے ہیں، ہمارے ابا کہاں چلے گئے ہیں؟ تو بیوی آبدیدہ ہو جایا کرتی تھی۔ منہ سے بول نہیں سکتی تھی جس طرف وہ سمجھتی تھی کہ انڈونیشیا ہے اس طرف انگلی اٹھا دیا کرتی تھیں کہ تمہارے ابا خدا کے دین کی خدمت کے لئے وہاں گئے ہیں۔ اور ایسی عظیم خاتون تھیں قربانی کے لحاظ سے کہ جب بالآخر حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ فیصلہ کیا کہ اب ان کو بلا لیا جائے کم از کم بڑھاپا تو اکٹھا گزرے۔ یہ احتجاج کرتی ہوئی حضرت مصلح موعود ؓ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہا کہ آپ میری قربانیوں کو ضائع نہ کریں۔ جو عمر اکٹھے رہنے کی تھی وہ تو ہم نے علیحدگی میں گذار دی اب اس پر موت ایسی حالت میں آئے کہ وہ مجھ سے علیحدہ ہو اور خدا کے حضور میری قربانی مقبول ہو۔

کیا کیا سنہری حروف میں احمدی عورتوں نے احمدیت کی تاریخ سجا رکھی ہے۔ یہ زیور ہے جس سے بڑھ کر حسین زیور اور کوئی زیور نہیں ہے۔ جو دنیا کو دکھائی دینے والے زیور ہیں اور میک اپ ہیں ان کی تو کوئی بھی حیثیت نہیں ان خوبصورت زیوروں کے مقابل پر جو تمام قوم کی تاریخ کو سجا دیا کرتے ہیں اور ہمیشہ ہمیش کے لئے اسے رنگین بنا دیتے ہیں۔

(بقیہ اگلے شمارہ میں)

Earlsfield Properties

RENTING AGENTS 081 877 0762

PROPERTIES WANTED IN ALL AREAS FOR WAITING TENANTS

ہومیو پیتھی کلاس نمبر (۱۱)

ہومیو ادویہ Aesculus, Aethusa, Agaricus اور Ambra Grisra کے مختلف خواص کا تذکرہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ۳ مئی ۱۹۹۴ء کو مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ پر ہومیو پیتھک ادویہ کے متعلق فرمودہ ارشادات کا خلاصہ

[یہ خلاصہ ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے]

لندن ۳ مئی، سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ پر ہومیو پیتھی کلاس میں جن ادویہ کا تذکرہ فرمایا وہ یہ ہیں:-

ایس کولس Aesculus

عموماً اس کے مریض کے دماغ میں کنفیوژن رہتا ہے۔ پاگل پن کا تو سوال نہیں لیکن تھوڑا سا دماغ میں کنفیوژن ہوتا ہے۔ خاص طور پر اس میں شام کی بجائے صبح کے وقت زیادہ کنفیوژن ہوتا ہے۔ فرمایا میں نے جہاں تک غور کیا ہے اس میں سر کی طرف خون کے دوران میں کوئی کمزوری معلوم ہوتی ہے کیونکہ رات بھر آرام کے نتیجہ میں صبح عموماً بلڈ پریشر کم ہوتا ہے اور اس وقت سر کو جو خون کی سپلائی ہونی چاہئے اس میں کمی ہوتی ہے۔ اس لئے جسے بلڈ پریشر کم ہونے کی شکایت ہو اسے صبح بیدار ہونے کے بعد فوراً کھڑا نہیں ہونا چاہئے۔ اس کے مریض بچوں میں یادداشت کی کمی بھی ہوتی ہے اور غصہ ہوتا ہے اور اگر ایسے بچہ کو غصہ میں ڈانٹ دیا جائے تو وہ بے ہوش ہو جاتا ہے۔ ایسا بچہ جو یہ کمزوریاں رکھتا ہے اسے ڈانٹنا نہیں چاہئے۔ اگر زیادہ دفعہ ایسی ڈانٹ ہو تو خطرہ ہے کہ یہ مرض مرگی میں نہ تبدیل ہو جائے۔ یہ صرف بچوں کی نہیں بڑوں کی بڑھاپے تک کی دوا ہے۔ ہر عمر میں کام کرتی ہے۔ صرف علامتیں ہونی چاہئیں۔ اس میں دردیں ہر طرف دوڑتی پھرتی ہیں اور آنکھوں کی سرخی مستقل ہوتی ہے۔ اس کا نزلاتی بیماریوں سے تعلق نہیں ہے۔ یہ علامت بظاہر بلڈ پریشر کی کمی کے خلاف نظر آتی ہے۔ اس لئے چیک کر لینا چاہئے ہو سکتا ہے کہ میرا اندازہ غلط ہو لیکن بالعموم ایسے مریض کی آنکھیں سرخ رہتی ہیں اور مستقل سرخی کا یہ بھی علاج ہو سکتا ہے۔ عموماً ایسا مریض سردی محسوس کرتا ہے اور دردوں کو گرمی سے آرام آتا ہے اور کمر میں مستقل تھکی تھکی درد ہوتی ہے۔ اس میں Dull کمر درد ہوتا ہے۔ اور اس کے ساتھ نیچے گرنے کا احساس ہوتا ہے۔ اس میں ایک خاص قسم کی بواسیر ہوتی ہے۔ وہ دوائیں جن میں نیچے لٹکنے کا رجحان ہو انہی دواؤں میں بواسیر کی علامتیں بھی ملتی ہیں اور اس کی بواسیر انگور کے خوشوں کی طرح دو چار اکٹھے ابھار ہوتے ہیں۔ اس کا مریض اکثر غمگین ہوتا ہے۔ غم کی طرف میلان ہوتا ہے لیکن مزاج نرم نہیں ہوتا۔ یہ اس کا پلسٹیلا سے نمایاں فرق ہے۔ پلسٹیلا میں غم پایا جاتا ہے مگر مزاج میں نرمی ہے۔ اس کا مریض سردی پسند کرتا ہے لیکن اس کی دردوں کو گرمی سے آرام آتا ہے۔

ایتھوزا (Aethusa)

یہ بچوں کے سوکھے پن کی بیماری کی دوا ہے۔ جس کا نچلا حصہ خشک ہو جاتا ہے۔ اس کا رجحان سر کی طرف ہوتا ہے اس میں سر اصل ہے۔ بیماریاں رکیں تو سر کی طرف رجحان ہوتا ہے۔ بعض ڈاکٹروں کا خیال ہے کہ اس میں بیماری کی اصل دماغ میں ہے۔ اس کی علامت والا بچہ اور کسی دوا سے شفا نہیں پاتا۔ گرمیوں میں تکلیف کا احساس زیادہ ہوتا ہے۔ انتڑیوں کی حرکت میں کمزوری ہوتی ہے۔ کھانا لٹنے کا رجحان ہوتا ہے مگر متلی کی وجہ سے نہیں۔

اگیریکس (Agaricus)

اگیریکس کی سب سے زیادہ نمایاں چیز اس کے پٹھوں کا پھڑکنا اور اگر اس کا مرض بڑھے تو آنکھیں لرزتی ڈولتی رہتی ہیں۔ تاہم ہر مریض میں ایسا نہیں ہوتا۔ پٹھے لرزتے ہیں اور ہاتھ کانپتے ہیں۔ پاؤں یا ہاتھ میں خون کا دوران تیز ہوتا ہے۔ اس سے کھجلی ہوتی ہے مگر گہری ہوتی ہے۔ کھجانے سے آرام نہیں ملتا۔ اس کو Chill Blain کہتے ہیں۔ بعض قسم کی الرجیز سے بھی اس کی علامتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اگیریکس اس کی چوٹی کی دوا ہے۔

سمی سی فیوگا (Cimicifuga) (ایکٹی ریسی موسا) میں بھی پٹھوں کی لرزش ہوتی ہے۔ مگر فرق یہ ہے کہ جس کروٹ مریض لیٹتا ہے اس طرف ہوتی ہے۔ لیکن اگیریکس میں کسی کروٹ کا ذکر نہیں۔ ایسے مریض کے پیٹ میں ہوا بھی بہت ہوتی ہے۔

پیٹ کی ہوا

حضور انور نے فرمایا کہ پیٹ میں ہوا کی بہت سی دوائیں ہیں لندن میں تو یہ مرض بہت ہے۔ پیٹ میں ہوا کی پہچان بہت مشکل کام ہے۔ کہ اس میں کونسی دوا فائدہ دے گی۔ اگر ایتھوزا کا کیس ہو تو وہ انتڑیوں کی حرکت بحال کر دے گی ہوا پیٹ میں رکنا بند ہو جائے گی۔ ہوا غیر معمولی زیادہ پیدا ہونے کی بہت سی وجوہات ہو سکتی ہیں ایک وجہ یہ ہے کہ انتڑیوں میں چھوٹے چھوٹے کیڑے غذا کو متعفن کرتے رہتے ہیں۔ خود ان کے مرنے کا سلسلہ بھی جاری رہتا ہے اس سے بھی ہوا پیدا ہوتی ہے۔ آنتوں میں اوپر سے نیچے تک کیڑوں نے قبضہ کیا ہوا ہے ان کو مارنا بہت مشکل کام ہے۔ بڑے کیڑے تو مر جاتے ہیں چھوٹے ہک ورم (Hook Worm) چمٹے رہ جاتے ہیں۔ ایسے مریضوں کو کیڑے مارنے والی دوا چاہئے پھر معدے میں سوزش بھی ہوا کا سبب بنتی ہے۔ ایسڈ زیادہ استعمال کرنے سے بھی معدے میں لعابوں کا توازن بگڑ جاتا ہے۔ بعض دفعہ السر سے بھی ہوا پیدا ہوتی ہے۔ یہ خود تیزابیت کی علامت ہے اس سے معدہ نارمل حرکت چھوڑ دیتا ہے اس سے بھی ہوا پیدا ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ غرضیکہ ہوا پیدا ہونے کی بہت سی وجوہات ہیں۔

ہوا کی ایک اور وجہ انتڑیوں کی قدرتی حرکت میں کمزوری ہے اس کے لئے اگیریکس کی طرف ذہن جانا چاہئے۔ اس کے علاوہ نکس وامیکا (Nux Vomica) سب سے زود اثر اور سب سے زیادہ وسیع اثر والی دوا ہے۔ یہ بہت سے زہروں کا انٹی ڈوٹ (Antidote) بھی ہے اس کا عام استعمال ہونا چاہئے۔ بیماریوں میں کثرت سے کام آتی ہے۔ یہ مستقل ہونے کے لحاظ سے سلفر کی طرح گہری نہیں ہوتی اور ایکونائٹ کی طرح عارضی بھی نہیں ہوتی۔ درمیانی کیفیت کی ہوتی ہے۔

نکس وامیکا کے مریض میں جو ہوا بھر جاتی ہے وہ نسبتاً کم سم مریض ہو تو اس پر نکس وامیکا زیادہ اثر دکھائے گی۔ اگر بار بار پھڑکن محسوس ہو لیکن حرکت نہ ہو تو اس میں اگیریکس زیادہ قریبی ہے۔

اگیریکس کے متعلق مزید ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اس میں نظر کی کمزوری آنکھوں کے ڈیلوں کا حرکت کرنا، ایک کی بجائے دو نظر آنا۔ کالے دھبے، بچوں کو دودھ پلانے والی عورتیں اگر دماغ پر اثر ہو جائے اور اول جلول بکنے لگیں یا کم اثر ہو مگر ذہنی توازن بگڑنے کی کیفیت ہو تو اگیریکس استعمال کریں۔

عام طور پر دودھ سوکھنے یا کم ہونے میں پلسٹیلا فائدہ دیتی ہے۔ تاہم اگر صدمے یا ذہنی دباؤ یا کسی اور وجہ سے دودھ میں کمی ہو جائے تو اگیریکس ضروری ہے۔ اس میں بھی دردیں نیچے جانے کا رجحان ہوتا ہے۔ لیکن Dull کمر درد نہیں ہوتا۔ وہمی نظارے بھی بچے کی پیدائش کے بعد پائے جاتے ہیں۔ اس صورت میں اگیریکس اثر نہیں کرتی۔ جبکہ سلفر (Sul-fur) اور پائروجینم (Pyrogenium) پرسوتی بخاروں میں جو ذہن کی کیفیت ہوتی ہے۔ اس میں چوٹی کی دوا ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا باوجود اس کے کہ سائنس اور طب نے بے انتہا ترقی کر لی ہے۔ لیکن چونکہ انسان ارتقاء کی آخری منزل کا پراڈکٹ ہے اس لئے اس کو سمجھنا اتنا ہی مشکل ہے۔ ساری کائنات کا خلاصہ انسان ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس نکتے کی بہت عمدہ تشریح فرمائی ہے۔ کہ کائنات کی کوئی بھی چیز ایسی نہیں جس کی تاثیر انسان کی تخلیق میں استعمال نہ ہوئی ہو۔ انسان اپنی ذات میں جتنا بھی چاہے غور کرے وہ کناروں پر ہی پھرتا ہے جو چاہے کر لے خدا کی تخلیق کے کسی ادنیٰ حصہ پر بھی انسان احاطہ نہیں کر سکتا۔ جو سائیکالوجسٹس ذہن پر غور کرتے ہیں وہ بتاتے ہیں کہ اگر ذہن کو سمندر سمجھا جائے تو ہم ابھی تک کنارے پر ہی ہیں۔ سمندر میں اترنا یا اس کی تہہ تک پہنچنا تو بہت ہی دور کی بات ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا دماغ کو ذہن کو اور عادتوں کو نظر انداز کر کے صحیح علاج نہیں کیا جا سکتا۔ بیماریوں کے ان تعلقات کو سمجھنا بھی چاہئے اور جوڑنا بھی چاہئے۔ حضور نے فرمایا نادان انسان زمین و آسمان کی تخلیق کو اتفاقی حادثہ قرار دیتا ہے۔ اور اپنی معمولی سی تخلیق کو بہت زیادہ اہم قرار دیتا ہے۔ جس کو وہ دن رات کی دماغ سوزی سے پیچیدہ سے پیچیدہ طریقے استعمال کر کے بناتا ہے کہ یہ اتفاقاً پیدا ہو گئے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ انسان ایک حیرت انگیز جانور ہے اس کا علاج بہت ہی مشکل ہے سوائے اس کے کہ روح کو پیغام دیا جائے اور وہ سلسلہ جنبانی کر کے جسم کو متحرک کر دے۔

حضور انور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے طاعون کے علاج کے سلسلے میں ایک بہت اہم اور گہرا نکتہ بیان فرمایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ انہیں روحانی ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ اگر کسی ملک میں طاعون پھیلے تو دو دوائیں ایسی ہیں جن سے مصنوعی طور پر جلدی امراض پھیلائے جا سکتے ہیں۔ یہ سلفر اور مرکری ہیں۔ اگر مصنوعی طور پر جلدی امراض پھیلا دیئے جائیں تو گلینڈز کی بیماری (جیسے مثلاً طاعون ہے) جلد کی طرف منتقل ہو جائے گی اور گلینڈ کی بیماری ختم ہو جائے گی۔ اس سے طاعون یا تو ہو گا ہی نہیں یا اسے شفا ہو جائے گی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ اللہ نے میرے دل میں اس راز کو دنیا کو بتانے کے لئے اتنا جوش ڈالا ہے کہ میرا دل چاہتا ہے کہ میں ساری دنیا میں اس کی منادی کر دوں۔ اس اصول میں اطباء کے لئے شفاء کے گہرے راز پوشیدہ ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ ہومیو پیتھک میں چوٹی کی وہ دوائیں جو گلینڈز سے بیماریوں کو جلد پر منتقل کرنے کے لئے استعمال ہوتی ہیں۔ وہ سلفر اور مرکری ہیں۔

ایمبرا گریسرا Ambra Grisra

اس دوا میں وقت سے پہلے بڑھاپا بہت نمایاں طور پر یاد رکھنا چاہئے۔ اس بڑھاپے کے ذکر کے ساتھ ذہن میں Sarsaprilla کا نام بھی آتا ہے۔ سارسپریلا ایسے بچوں کی دوا ہے جو چھوٹی عمر میں بہت بوڑھے دکھائی دیتے ہیں اور ایسا سوکھا بچوں کا جس میں بڑھاپے کا اثر بہت نمایاں دکھائی دے لیکن وہ عارضی نہ ہو مستقل چلنے والا ہو اس میں سارسپریلا دوا ہے۔ لیکن ایمبرا گریسرا میں اس قسم کی شدت کا بڑھاپا نہیں ہوتا۔ اور غم کا بڑھاپے سے تعلق ہے۔ ایمبرا گریسا ایسے مریض کی دوا ہے جو طبعاً اور فطرتاً غمگین ہو۔ ایسا مریض اگر وقت سے پہلے بڑھاپے کی جسمانی علامتیں ظاہر کرے تو اس کا علاج ایمبرا گریسرا ہے۔ بوڑھوں کی طرح چکر آتے ہیں اور بوڑھوں کو چکر آئیں اس میں بھی یہی علاج ہے۔ دماغ میں کنفیوژن طبعی طور پر اس میں ملے گا۔ اس کی بیماریاں جسم کے ایک حصے پر رہتی ہیں۔ میوزک سے ایسا مریض گھبراتا ہے۔ میوزک چھیڑیں تو اس کی سر درد بڑھ جائے گی۔ اس کا اعصابی تناؤ بڑھ جائے گا۔ گویا میوزک سے یہ الرجک ہے۔ ہاتھوں کا سونا اور دل کا دھڑکنا اور اعصاب کا ڈھیلا ہونا یہ ایمبرا گریسرا ہے۔ ایسے مریض جن کو صدمہ پہنچ جائے اور گہرا غم بیٹھ جائے۔ اس کا علاج ایمبرا گریسرا اچھا ہے۔ لیکن عارضی صدمے اور غم کے لئے Ignitia اچھی دوا ہے۔ لیکن اگر غم کے اثر سے ذہن پر اثر ہو جائے اور کچھ پاگل پن کے آثار ہوں یا بعض دفعہ پورا پاگل پن ہو جاتا ہے ایسی صورت میں نیٹرم میور Nat. Mur دوا ہے۔ جہاں Ignitia عارضی طور پر کام کر کے اثر چھوڑتی ہے۔ نیٹرم میور اس کے باقی رہ جانے والے اثرات کو دور کرتا ہے۔

SUPPLIERS OF FROZEN AND
FRIED MEAT - VEGETABLE
& CHICKEN SAMOSAS
LAMB BURGERS
KHAYYAMS
280 HAYDONS ROAD,
LONDON SW19 9TT
TEL: 081 543 5882
PARTIES CATERED FOR

سائنس کی دنیا

(آصف علی پرویز - لندن)

خلائی تحقیق کا روز مرہ استعمال

خلاء کی وسعت اتنی زیادہ ہے کہ ہیئت دان باقاعدگی سے نئی نئی کہکشاؤں کی دریافت کرتے رہتے ہیں اور یوں اس قرآنی بیان کی صداقت پر گواہ ٹھہرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں فرمایا ہے:

"والسماء بنینٰھا بایدٍ وانا لموسعون"

(الذاریات: ۴۸)

کہ ہم نے آسمان کو (اپنے) ہاتھوں سے بنایا ہے اور ہم (اسے) وسعت دینے والے ہیں۔

ان کہکشاؤں سے مختلف قسم کی لہریں نکلتی رہتی ہیں جس میں ایکس رے (X—Ray) بھی شامل ہیں۔ خلاباز اگلے سال ایک اور دوربین خلا میں بھیجنے کا ارادہ کر رہے ہیں۔ اس دوربین کا نام Jet X رکھا گیا ہے۔ اس دوربین میں ایکسرے سے تصویر اتارنے کے لئے ایک خاص قسم کی سکرین لگائی جائے گی جسے انگریزی میں Charged Couple Device کہتے ہیں۔ یہ پرزہ سیلیکون (Silicon Wafer) کی باریک تہوں کو آپس میں جوڑ کر بنایا جاتا ہے۔ جب دور دراز سے آنے والی کہکشاؤں سے خارج شدہ ایکس ریز اس پر پڑیں گی تو کہکشاں کی ایک طرح سے تصویر اس کے اوپر بنا دیں گی۔ اس تصویر کو دیکھ کر متعلقہ کہکشاں کے بارہ میں معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔

اس پرزہ کا استعمال ایک دندان ساز کی سرجری میں بھی ایک نمایاں تبدیلی پیدا کرے گا۔ عام طور پر دندان ساز دانتوں کے مختلف زاویوں سے کئی ایکس ریز لیتے ہیں تاکہ دانت کے اندر کی تفاصیل مثلاً اگر کیڑا وغیرہ لگا ہو تو اس کی معلومات لے سکیں۔ چونکہ اگر ایک خاص مقدار سے زیادہ ایکس ریز جسم پر ڈالی جائیں تو یہ نقصان دہ ہو سکتی ہیں۔ لیکن اس پرزہ کو استعمال کرنے کے بعد ایک معمولی مقدار میں ڈالی گئی ایکس ریز سے دانت کے اندر کی تمام تفصیل دندان ساز کو مل جائیگی۔

—○○○—

علوم کے پھیلاؤ میں کمپیوٹر کا انقلابی حصہ

کمپیوٹر آجکل ہر شعبہ زندگی میں ایک غیر معمولی حصہ ادا کر رہے ہیں۔ اس ضمن میں اب دنیا کے مختلف کونوں میں پھیلے ہزاروں بلکہ لاکھوں کمپیوٹر آپس میں منسلک کئے جا رہے ہیں۔ اور علوم کے پھیلاؤ کا نظام (Information Super Highway) قائم کیا جا رہا ہے۔ جس کو انٹرنیٹ (Internet) کا نام دیا گیا ہے۔ اس کا آغاز اس وقت ہوا جب امریکہ کے محکمہ دفاع کے بعض کمپیوٹرز کو آپس میں جوڑا گیا۔ اس کے بعد اس کے ساتھ امریکہ کی خلابازی کی ایجنسی یعنی ناسا NASA بھی منسلک ہو گئی۔ چنانچہ جب پچھلے سال شومیکر لیوی ۹ (Shoemaker Levy 9) مشتری سے ٹکرایا تو اس کی تازہ ترین تصاویر اور ضروری معلومات اس نیٹ ورک کے ذریعہ عوام تک پہنچائی گئیں۔ چونکہ اس ذریعے سے رنگین تصاویر، تحقیقی مضامین اور تازہ ترین معلومات چند سیکنڈ میں کمپیوٹر کے ذریعہ دیکھی جا سکتی ہیں۔ اس لئے یہ عوام اور سائنسدانوں کے لئے معلومات کو باہم تقسیم کرنے میں انتہائی اہم رول ادا کر رہا ہے۔

☆ اس نیٹ ورک تک پہنچنا بھی کوئی مشکل کام نہیں۔ اگر آپ کے پاس ایک کمپیوٹر ہو تو آپ بازار سے ایک اور پرزہ جسے موڈم (Modem) کہتے ہیں خرید سکتے ہیں۔ اس کو گھر میں لگے ہوئے ٹیلیفون کی ساکٹ میں لگائیے۔ کچھ مزید ہدایات کو اپنائیے اور آپ ایک مقامی ٹیلیفون کے ریٹ سے معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔ جو کوئی اس میں دلچسپی رکھتے ہوں وہ Composerve سے ایک مفت ٹیلیفون پر رابطہ کر کے مزید تفاصیل لے سکتے ہیں۔ یہ نمبر آپ ٹیلیفون ڈائریکٹری سے حاصل کر سکتے ہیں۔

الیکٹرانک خط و کتابت

(Electronic Mail)

اس ذریعہ سے آپ کمپیوٹر کی مدد سے برقی لہروں کے ذریعہ ایک دوسرے سے خط و کتابت کر سکتے ہیں۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ اس ذریعہ سے خط و کتابت کو دو سے لے کر تین کروڑ افراد استعمال کر رہے ہیں۔ نہ صرف آپ ایک شخص کو خط لکھ سکتے ہیں بلکہ اگر آپ چاہیں تو کئی افراد کی ایک فہرست (Mailing List) بنا کر ایک بٹن دبانے سے وہ خط ان سب کو چند سیکنڈ میں مل جائے گا۔ NASA کی تازہ ترین پریس ریلیز اس نظام پر دیکھی جا سکتی ہیں۔ آپ فلکیات میں دلچسپی رکھنے والے دو گروپوں یعنی Astro اور Cosmo سے رابطہ کر سکتے ہیں۔ یہ گروپ فلکیات کی تازہ ترین دریافتوں اور مسائل کے بارے میں ایک دوسرے "سے گفتگو" کرتے ہیں۔

خط و کتابت کی اپنے کمپیوٹر پر ٹرانسفر

(File Transfer Protocol)

وہ لوگ جن کے پاس اپنا کمپیوٹر ہو وہ متعلقہ معلومات فوری طور پر اپنے کمپیوٹر پر منتقل کر سکتے ہیں۔ اس سے ٹیلیفون کے خرچ میں بھی بڑی حد تک کمی ہو سکتی ہے۔ جب یہ معلومات اپنے کمپیوٹر پر منتقل ہو جائیں تو کمپیوٹر کا استعمال کرنے والا اپنی سہولت کے مطابق انہیں پڑھ سکتا ہے۔ اس کو اپنے ذاتی پرنٹر پر چھاپ سکتا ہے۔

بین الاقوامی معلومات کا جال

(The World Wide Webb)

معلومات حاصل کرنے کے لئے یہ سب سے عمدہ طریقہ ہے۔ اس میں معلومات کو Heirarchy انداز میں آپس میں منسلک کیا گیا ہے۔ اس کو استعمال کرنے کے لئے ایک پروگرام Web brouser کی ضرورت ہے۔ اس وقت تک ایسے بہترین پروگراموں میں Mosaic اور Netscape شامل ہیں۔ اس میں ایک مرکزی صفحے سے آپ معلومات کا آغاز کر سکتے ہیں۔ اس کے بعد اسی صفحے سے آپ کسی دوسرے صفحے (متعلقہ مضمون) کا انتخاب کرتے ہیں اور پھر اس سے کسی اور کا وغیرہ وغیرہ۔ مثلاً آپ شمسی نظام Solar System کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں تو آپ مندرجہ ذیل لائن ٹائپ کر کے تمام سیاروں کے بارے میں رنگین تصاویر اور تازہ ترین تحقیقات کا علم حاصل کر سکتے ہیں۔

hhtp:// Seds.Ipt. Arizona. edu/tnp-/nineplanets.htm toc

بظاہر تو لائن مشکل لگتی ہے لیکن کمپیوٹر استعمال کرنے والے بخوبی واقف ہیں۔ اگر آپ فرض کیجئے مریخ Mars کے بارے میں مزید معلومات مثلاً مریخ کی اٹلس کا مشاہدہ کرنا چاہتے ہیں تو مندرجہ ذیل لائن ٹائپ کریں۔

آپ تہہ بہ تہہ مزید معلومات حاصل کرتے چلے جاتے ہیں۔

یہ اندازہ لگایا جا رہا ہے کہ ایک وقت ایسا آ جائے گا کہ لائبریریوں میں کتابوں کی بجائے ایسے کمپیوٹر لگے ہونگے جن سے آپ تازہ ترین معلومات حاصل کر سکیں گے۔ بلکہ آپ گھر بیٹھے یا صحن میں بیٹھے ہوئے اپنے پورٹیبل کمپیوٹر سے یہ معلومات لے سکیں گے۔

(مزید معلومات کے لئے دیکھئے رسالہ Astronomy News شمارہ فروری ۱۹۹۵ء)

یہ دور ہے ممنون کہ تونے دیا ایمان — اے حضرت احمد ترا احسان ہے احسان
تو وقت پہ آیا ہے تری قوم تھی مجروح — تجھ جیسے مسیحا کی طلب میں تھا یہ انسان
اس قوم کی بگڑی ہوئی تجھ سے بنی ہے — اس دین کو کھوئی ہوئی تجھ سے ملی شان

یہ دور ہے ممنون کہ تونے دیا ایمان
اے حضرت احمد ترا احسان ہے احسان

وہ قوم جو اسلام سے منسوب رہی تھی — وہ امت خیر رسل ڈوب رہی تھی
ہر شر میں یہود اور نصاریٰ کی تھی پیرو — جو قوم کبھی مولیٰ کی محبوب رہی تھی
تو نے ہی دیا ڈوبتی نیا کو سہارا — تو نے ہی بنایا ہے مسلماں کو مسلمان

یہ دور ہے ممنون کہ تونے دیا ایمان
اے حضرت احمد ترا احسان ہے احسان

جس دور میں اسلام کا بس نام تھا باقی — بند طاق میں قرآن کا پیغام تھا باقی
ہر کام میں اسلام کی تعلیم تھی مفقود — ہر بات میں خود ساختہ اسلام تھا باقی
دیں روٹھ کے امت سے ثریا پہ چڑھا تھا — تو لایا اسے سوئے زمیں، مہدی ذیشان

یہ دور ہے ممنون کہ تونے دیا ایمان
اے حضرت احمد ترا احسان ہے احسان

تو مہدی برحق ہے ہمیں اس پہ یقیں ہے — امت میں ترے جیسا کوئی اور نہیں ہے
تو عشق نبی پاک میں ہے عاشق بے مثل — اور حب خدا میں بھی کوئی تجھ سا نہیں ہے
ہمدردی مخلوق ترا خلق حسیں ہے — ہستی ہے تری پیکر غم خواری انسان

یہ دور ہے ممنون کہ تونے دیا ایمان
اے حضرت احمد ترا احسان ہے احسان

جو زخم غم دین ترے دل میں لگا تھا — اس زخم نے ہی دین میں پھر رنگ بھرا تھا
چھائی تھی خزاں گلشن اسلام پہ لیکن — تو ابر کرم بن کے سربام کھڑا تھا
پھر تجھ سے نئی زیست کا آغاز ہوا ہے — مردوں میں دعاؤں سے تری آئی نئی جان

یہ دور ہے ممنون کہ تونے دیا ایمان
اے حضرت احمد ترا احسان ہے احسان

(ضیاء اللہ مبشر)

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واقعی ہمدردی اور محنت اٹھانے سے بنی نوع کی رہائی کے لئے جان کو وقف کر دیا تھا اور دعا کے ساتھ اور تبلیغ کے ساتھ اور ان کے جور و جفا اٹھانے کے ساتھ اور ہر ایک مناسب اور حکیمانہ طریق کے ساتھ اپنی جان اور اپنے آرام کو اس راہ میں فدا کر دیا تھا۔

(مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

Kenssy

Fried Chicken

TELEPHONE 539 3773
589 HIGH ROAD,
LEYTONESTONE,
LONDON E11 4PB

PROPRIETOR: MASOOD HAYAT

PLANET EARTH PRESENTS

- FUEL CATALYST: Cheaper fuel bills for people with a fuel catalyst plus exhaust emission is cut by 51%
- ALARMS: Personal attack, Property alarms, Economizers
- Air Care Products: Clinically proven vacuum cleaners for Asthma, Eczema, Rhinitis and other dust allergy problems

Call for more information or brochure:
Day 0181 365 7557 or 548 0514 after 7pm
Fax 0171 613 4252 - Ask for Mr. A. Vaince
Distributors required world wide

چاند چمکا ـ دنیا روشن

(پروفیسر میاں محمد افضل)

سراج منیر، ایک روشن، درخشندہ سورج مشرق کے ایک ویرانے سے ابھرا۔ عالم بقعہ نور ہو گیا۔ روشنیاں پھیل گئیں۔ اندھیرے سمٹ گئے، ششدر رہ گئے، گھبرائے، بھاگے، لگے کمین گاہیں تلاش کرنے۔ لیکن اس تابندہ و درخشاں سورج کی روشنی نے انہیں چندھیا دیا۔ وہ سمٹتے چلے گئے۔ نور پھیلا اور پھیلتا چلا گیا۔ ہر طرف اجالا ہو گیا۔ اندھیرے روشنی سے مات کھا گئے۔ ایک نیا عالم وجود میں آیا۔ پھر چاند سورج سے فیض یاب ہوا، اسے بھی روشنی پھیلانے کا فرض سونپ دیا گیا۔ ہر سو سال بعد ایک ہلال آسمان پر مسکرایا، روشنی بکھرتی رہی، اندھیرے پسپا ہوتے رہے، جنگ جاری رہی، فتح و ظفر روشنیوں کے حق میں لکھی جا چکی تھی۔ چاند نمودار ہوتے رہے۔ مگر انتظار تھی چودھویں کے چاند کی، ٹکٹکی باندھے نظریں آسمان پر جمی تھیں، نگاہیں سوئے آسمان بلند ہو رہی تھیں۔ ایک انتظار کی کیفیت۔ ایک بے قراری کا عالم۔ چودھویں کا چاند کب طلوع ہوگا؟ کب اس کی خنک روشنی، ٹھنڈی سکوں بخش روشنی، چار سو پھیل جائے گی؟ اندھیرے غالب آتے ہوئے معلوم دے رہے تھے۔ شیطان ناچ رہے تھے۔ اندھیرا بڑھتا چلا جا رہا تھا، روشنی دب رہی تھی، زمانہ پکار پکار کر کہہ رہا تھا "تم مسیحا بنو خدا کے لئے"۔ لیجئے ایک نامعلوم گوشے سے، ایک کونے سے چاند طلوع ہو رہا ہے۔ چودھویں کا چاند، سورج سے اکتساب نور کئے ہوئے۔ روشن روشن، سہانا، سجیلا چمکتا، مسکراتا چاند، وہ جس کی پیش خبری تھی، وہ جس کی شدت سے انتظار تھی، وہ جس کی نگاہیں منتظر تھیں، افق پہ طلوع ہوا۔ ۱۸۸۲ء ایک سنگ میل ٹھہرا۔ ایک اعلان ہوا، چاند سے چہرے کا روشنی پھیلانے کا عزم، پھر اندھیروں اور روشنیوں کی جنگ، چودھویں کا چاند طلوع ہوا تو اندھیرے کلبلا اٹھے۔ ایک بھگدڑ مچ گئی۔ یہ کیا؟ یہ روشنی کیوں؟ یہ روشنی کیا؟ یہ چاند کیوں نمودار ہوا۔ مگر ایسا تو ہونا تھا۔ یہی تو وقت تھا، چاند کے طلوع ہونے کا وقت، روشنی کے پھیلنے کا وقت، اور اعلان ہوا "میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا"۔ کسی کا آنا لازم تھا۔ یہ مقدر تھا، یہ تو چودہ سو سال پہلے بتلایا جا چکا تھا۔

آنے والا آ گیا، چودھویں کے چاند کی روشنی پھیل گئی۔ لوگوں نے سازشیں کیں، اتہام لگائے، مقدمات قائم کئے، کیچڑ اچھالا لیکن اگر چاند پہ گند پھینکیں تو وہ تو اپنے ہی مونہہ پر گرے گا۔ کئی چہرے آلودہ ہوئے، کئی سیاہ ہوئے، دلوں کی سیاہی چہروں پر مل دی گئی۔ اور چاند کی روشنی پھیلتی چلی گئی۔ بھلا چودھویں کے چاند کی روشنی بھی کوئی روک سکتا ہے؟ اندھیرے کلبلاتے رہے، پیچ و تاب کھاتے رہے، مگر چاند کا سفر جاری رہا۔ چاند روشنی بکھیرتا رہا، دل روشن ہوئے، ماتھے چمک اٹھے، چہرے پرنور ہوئے۔ اس سفر کا ایک اور سنگ میل آن پہنچا۔

یہ ۱۸۸۹ء ہے۔ پروانے جمع ہو رہے ہیں۔ ہندوستان کا ایک چھوٹا سا شہر۔ آج وہ چاند، وہ پرنور وجود یہاں رونق محفل ہے۔ عقیدت مندوں نے ہاتھ آگے بڑھائے، کچھ خوش قسمت اس مبارک ہاتھ میں اپنا ہاتھ دینے میں کامیاب ہوئے۔ دوسرے بزرگوں نے انہی ہاتھوں سے اپنے ہاتھ جوڑ لئے۔ چاند کی قربت میں چہرے چمکتے ہوئے۔ جبینیں روشن، فضا عقیدت و احترام سے معمور، ایک عہد باندھا جا رہا ہے۔ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا ایک عزم کیا جا رہا ہے۔ اپنی جان و مال، اپنا سب کچھ بطور نذرانہ پیش کرنے کا، عقیدت مندوں کے سر احترام سے جھکے ہوئے مگر نگاہیں اس روشنی سے دمکتی ہوئی۔ اپنے خدا کو حاضر ناظر جان کر ایک پیمان وفا باندھا جا رہا ہے۔ دین حق کے پھیلانے کا عزم کیا جا رہا ہے۔ اپنی زندگیاں ایک دستور العمل کے مطابق ڈھالنے کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ کارواں چل پڑا ہے۔ راستے کی صعوبتوں سے بے پرواہ، مشکلات سے نبرد آزما ہونے کا عزم کئے ہوئے۔ چند لوگ، ایک چھوٹی سی جماعت، مگر دل منور، روح فروزاں۔ چراغ جل اٹھے۔ چہرے دمک اٹھے۔ نور پھیل رہا ہے۔ ۱۸۸۹ء ایک اہم سنگ میل نصب کر گیا۔

آج اس واقعہ کو سو سال سے زائد بیت گئے۔ آیئے چراغاں کریں۔ آیئے خوشیاں منائیں۔ آیئے اپنے اللہ کا شکر ادا کریں۔ بہت منزلیں طے ہو چکیں۔ چاند کی روشنی ایک گمنام کونے سے ابھری اور ایک سو بیس ممالک میں پھیل گئی۔ وہ جو ایک نامعلوم مقام پر دیا ٹمٹمایا، وہ جو آج سے سو سال قبل ایک چاند مسکرایا، اس کی روشنی اندھیروں کے روکے نہ رک سکی۔ وہ بڑھتی رہی، بڑھتی گئی اور اب دنیا کے کناروں تک وہ نور پھیل چکا ہے۔ آیئے اس یادگار لمحے کی یاد تازہ کریں۔ اس عہد کو پھر دہرائیں۔ آیئے اس نور سے سینوں کو روشن کر لیں۔ آیئے اپنی مانگ میں نور بھر لیں۔ آج ہزاروں نہیں، لاکھوں نہیں، بلکہ ایک کروڑ چہرے دمک اٹھے۔ مانگ سج گئے۔ چہرے روشن ہوئے۔ دل منور۔ کئی ایسے تھے جنہوں نے یہ نظارہ دیکھا اور پیچ و تاب کھائے مگر کیا منور دلوں کے نور کو نوچا جا سکتا ہے؟ کیا روشن چہروں کی روشنی چھینی جا سکتی ہے؟ کیا چمکتی ہوئی مانگ کی چمک مٹائی جا سکتی ہے؟۔

آیئے! ۱۸۸۹ء کے کارواں میں پھر سے شامل ہو جائیں۔ کارواں چلا تو شور و غل بپا ہوا۔ کارواں چل پڑے تو کتے بھونکنے لگ جاتے ہیں۔ آخر انہیں بھی تو اپنا فرض ادا کرنا ہے۔ مگر کارواں چلتا گیا۔ اور اب یہ اللہ کے فضل سے بہت آگے نکل چکا ہے۔ وقت ہے کہ احباب کو اکٹھا کیا جائے۔ ایک جلسے کا انعقاد ہو۔ وہ چھوٹی سی گمنام بستی جس کی سڑکیں مٹی مٹی، جس کے راستے گڑھے گڑھے، آج اس پر تانگوں کی آمد آمد ہے۔ شاداں و فرحاں عقیدت مند اسی پیاری سی بستی میں پہنچ رہے ہیں۔ وہی پیاری بستی جس سے چاند نمودار ہوا۔ وہی کہ جسے کوئی جانتا نہ تھا آج مرجع خلائق ہے۔ ایک اور سنگ میل نصب کیا جا رہا ہے۔ یہ ۱۸۹۱ء ہے، ایک جلسہ منعقد ہو رہا ہے۔ جلسہ گاہ میں بزرگ تو ۷۵ ہیں مگر ان کے چہروں سے یوں جھلک رہا ہے گویا ۷۵ سو ہیں۔ اللہ کی حمد کے ترانے گائے جا رہے ہیں۔ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے حقائق بیان کئے جا رہے ہیں۔ پھر ہم نے اس واقعہ کی سو سالہ یادگار مناتے ہوئے بھی دیکھا۔ ۱۹۹۱ء آن پہنچا۔ آیئے ایک بار پھر چراغاں کریں۔ آیئے عقیدت اور محبت کے پھول نچھاور کریں۔ اس چودھویں کے چاند سے اکتساب نور کرنے والے چہرے، مسکراہٹیں اور محبتیں بکھیرتے ہوئے وجود کی آمد پر ان کی شایان شان استقبال کریں۔ اس چھوٹی سی بستی کے آنگن میں آج پھر چاندنی بکھری ہوئی ہے۔ سو سال بعد پھر لوگ اس بستی کی طرف امڈے چلے آ رہے ہیں۔ آج پھر سینے روشن ہونگے۔ آج پھر کان پیغام محبت سنیں گے۔ اس پر معارف خطاب کو سن کر دل جھوم اٹھیں گے۔ کیف و سرور کی مستی چھا جائے گی۔ پھر چراغاں ہوگا، دیئے روشن ہونگے۔ روشنیاں قطار اندر قطار چلتی جائیں گی۔ کون لگائے گا قدغن؟ کون ہوگا جو ان روشن دلوں کے دیپ بجھائے؟ کون اس چاند کی روشنی کے آگے بند باندھے گا؟ ۱۹۹۱ء ایک اہم سنگ میل نصب کر گیا۔ اب جلسہ ایک گمنام سی بستی ہی میں نہیں ہوگا بلکہ دور و نزدیک ملکوں سے اللہ اکبر کی صدا بلند ہوگی۔ کون روک سکتا ہے ان صداؤں کو بلند ہونے سے؟

کارواں چلتا گیا۔ چودھویں کا چاند اپنی روشنی بکھیرتا رہا۔ ٹھنڈی ٹھنڈی چاندنی۔ سکون ہی سکون۔ مگر یہ شور کیسا ہے؟ یہ ہاؤ ہو کیا ہے؟ آوازیں اٹھ رہی ہیں، شور بڑھ رہا ہے، کہا گیا تھا کہ آنے والا چاند اور سورج کی گواہی پیش کرے گا۔ کہاں ہے وہ گواہی؟ نہ چاند نے پیش کی نہ سورج نے۔ تو پھر اس کو کیسے مان لیں؟ ایک اضطراب کی کیفیت، ایک ہلچل، انتظار کی گھڑیاں، آنکھیں آسمان کی طرف۔ کہاں ہے وہ نشانی جس کے متعلق چودہ سو سال سے سنتے چلے آئے ہیں؟ کہاں ہے وہ گواہی جس کی خبر دی گئی تھی؟ ہم سفر کرتے کرتے ۱۸۹۴ء میں داخل ہو چکے ہیں۔ سفر کو شروع ہوئے کئی سال بیت چکے ہیں مگر وہ نشان ابھی ظاہر نہیں ہوئے جن کی اطلاع دی گئی تھی۔ رمضان آ پہنچا۔ چودھویں کا چاند چمکا تو زمین کا چودھویں کا چاند سجدے میں ہے۔ گڑگڑا گڑگڑا کر دعائیں کی جا رہی ہیں۔ ایسی دعائیں جو آسمان کی طرف بلند ہو رہی ہیں۔ دعائیں رنگ لائیں۔ آسمان کے چاند کا رنگ پھیکا پڑ گیا۔ اس پر مہر تصدیق ثبت ہو رہی ہے۔ مہر کی سیاہی پھیلتی گئی تا تصدیق نمایاں ہو جائے۔ چاند نے چاند کی گواہی دے دی۔ چودھویں کا چاند چودھویں کے چاند کا گواہ تصدیق نمایاں ہو جائے۔ چاند نے چاند کی گواہی دے دی۔ چودھویں کا چاند چودھویں کے چاند کا گواہ ٹھہرا۔ سر سجدے میں گر گئے۔ کیا عجیب سماں تھا۔ کیسی عجیب گواہی ہے۔ ایک چاند کو دوسرے چاند کا گواہ ٹھہرایا گیا اضطراب کی کیفیت اطمینان میں بدل گئی لیکن ابھی دوسری گواہی کا انتظار ہے۔ کیا آسمانی سورج گواہی نہیں دے گا؟ نظریں پھر آسمان کی طرف اٹھ رہی ہیں۔ تلاش، بے قراری، انتظار۔ مگر دل پر یقین ہیں، یہ ہو کے رہے گا۔ دعائیں جاری ہیں۔ پر از یقیں ہونے کے باوجود ایک اضطراب کی کیفیت۔ کہیں رمضان گزر نہ جائے۔ کہیں ہم اس ایمان افروز نظارے سے محروم نہ ہو جائیں، آیئے اس یقین و اضطراب کا مظاہرہ دیکھنے بٹالہ چلتے ہیں۔

کل رمضان کی ۲۸ تاریخ ہوگی۔ کل آسمانی سورج یقیناً مہر تصدیق ثبت کرے گا۔ ایک بزرگ مضطرب ہیں مگر یقین سے پر ہیں کہ ایسا ہو کے رہے گا۔ سورج یقیناً گواہ بنے گا۔ اسے بھی تو ایک کام سونپا گیا ہے۔ اسے بھی اپنا فرض ادا کرنا ہے۔ یہ کیا خوب نظارہ ہوگا۔ کیا خوب منظر ہوگا۔ کیا روح پرور لمحہ، جب آسمان پہ بہت نمایاں انداز میں ایک اور گواہی لکھی جائے گی۔ اور کیف و سرور کی کیفیت کتنی بڑھ جائے گی اگر نظارہ اسی معزز ہستی کی محفل میں بیٹھ کر دیکھا جائے جس کے اعزاز میں، جس کی تصدیق میں یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ اس منظر کو دیکھنے کے لئے یہ بزرگ اپنے دو بیٹوں کے ساتھ گھر سے نکل کھڑے ہوتے ہیں۔ مگر ابھی منزل تو بہت دور ہے۔ شام کا دھندلکا پھیل رہا ہے۔ مگر سواری کا کوئی انتظام نہیں۔ نہ تانگا، نہ اکا۔ اس چھوٹی سی بستی، اس چاند کی روشنی سے جگمگانے والی بستی تک پہنچنے کا ایک ہی ذریعہ ہے۔ ان ٹوٹے پھوٹے راستوں پہ یکے ہی تو جاتے ہیں یا پھر بیل گاڑیاں ہیں جو خراماں خراماں چلی جاتی ہیں۔ مگر اب تو شام کا اندھیرا بڑھ رہا ہے۔ سواری کا انتظار مفقود۔ مگر راہ کی مشکلیں اس جذبہ کو ٹھنڈا نہیں کر سکتیں۔ رکاوٹیں مصمم ارادہ میں حائل نہیں ہو سکتیں۔ ٹانگہ نہیں یا گھوڑا نہیں تو کیا ہوا۔ پہنچنا تو ضرور ہے کیونکہ یقیناً کل آسمانی سورج تاریک و تار ہو کر اپنی گواہی پیش کرنے گا۔ منزل عشق میں دو چار سخت مقام تو آیا ہی کرتے ہیں لیکن جذبہ اگر زندہ ہو تو ان چھوٹی چھوٹی مشکلوں سے سرد نہیں پڑ سکتا۔ ان بزرگوں نے ٹھان رکھی ہے کہ صبح ہونے سے قبل اپنے آقا تک پہنچ جائیں اور کل ان کی معیت میں آسمانی نشان دیکھ کر ایک روحانی خوشی پائیں۔ پیدل ہی چل پڑتے ہیں۔ چاند تو اپنی اٹھائیسویں منزل پہ پہنچ گیا۔ اس لئے سر شام اس کی روشنی کہاں۔ اندھیرا بڑھتا جا رہا ہے۔ اندھیرا گھپ اندھیرا۔ ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہیں دیتا۔ سڑکیں ٹوٹی ہوئی، جگہ سنسان، سفر لمبا، بوڑھی ٹانگیں جسم اٹھائے، مگر جذبہ جوان ہے۔ نہ گھبراتے ہیں نہ قدم ڈگمگاتے ہیں نہ تاریکی کی پریشانی نہ راہزنوں کا خوف، اپنی دھن میں چلے جا رہے ہیں۔ قدم تیز تیز ہوتے جاتے ہیں۔ پو پھٹنے سے قبل منزل مقصود پر پہنچنا ہے۔ آج وہ نظارہ دیکھنا ہے جس کی صدیوں سے انتظار تھی۔ اس رمضان میں چاند تو گواہی دے چکا، آج یقیناً سورج بھی گواہی پیش کر دے گا۔ قدم اور تیز ہو جاتے ہیں۔ جذبہ جوان ہو تو منزل کو پا لیتا ہے۔ اور اب یہی ہوا۔ صبح مسکرائی تو منزل مل گئی۔ سورج نکلا تو سب کی نگاہیں اس پہ جم گئیں۔ لبوں پہ دعائیں ہیں، صدیوں پہلے ارشاد ہو چکا تھا۔ آج ۲۸ رمضان ہے سورج کی گواہی ناگزیر ہے اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے سورج پہ سیاہی کا ایک حلقہ سا پردہ پڑ گیا۔ گواہی کا عمل تو شروع ہو گیا مگر ایسی گواہی تو بہت کمزور سی گواہی ہے۔ لوگوں کو کہاں یقین آئے گا۔ دعاؤں نے شدت اختیار کر لی۔ اور پھر نشان واضح ہوتا چلا گیا۔ سورج تاریک ہوا، دلوں میں چراغ جل اٹھے، ایک کیف و سرور کی کیفیت ظاہر ہو گئی۔ دل وجد کرنے لگے۔ زبانیں شکر ادا کرنے لگیں۔ آج دنیا نے وہ دیکھ لیا جو جب سے یہ کائنات وجود میں آئی ہے کبھی ظاہر نہیں ہوا۔ آسمانی چاند نے اس چودھویں کے چاند کی تائید کر دی اور سراج منیر کے ارشاد کی روشنی میں آسمانی سورج نے اپنی روشنی وقتی طور پر بند کر لی تا کہ اس چودھویں کے چاند کی روشنی زیادہ آب و تاب سے چمک سکے۔ ایک انہونی بات، ایک حیران کن نظارہ، دشمن انگشت بدندان، اپنے ثناخواں، سر سجدے میں جھکے ہوئے، آسمان کے سیاروں نے مہر تصدیق ثبت کر دی۔ اب ہے کوئی راہ فرار، ہے کوئی وجہ انکار؟ ۱۸۹۴ء ایک سنگ میل، ایک نشان، چودھویں کا چاند چمک اٹھا۔ ایک نئی آب و تاب سے۔ اور پھر روشنی پھیلتی رہی۔ آج ۱۹۹۴ء ہے، ہر سو چراغاں ہی چراغاں۔ دیئے ٹمٹمائے، چراغ روشن ہوئے۔ روشنیاں بڑھیں اور آج ۱۴۰ ممالک اس روشنی سے جگمگا رہے ہیں۔ اندھیرے سمٹ رہے ہیں۔ روشنی پھیل رہی ہے۔ ایک نئی تاریخ لکھی جا رہی ہے۔ سنگ میل نصب کئے جا رہے ہیں۔ دنیا بدل رہی ہے، نور کے دھارے بہہ رہے ہیں۔ اور پھر ہاتھ، بے شمار ہاتھ، دنیا کے کونے کونے سے اٹھنے والے ہاتھ، دعا کے لئے اٹھ گئے۔ جاپان سے بھی، بنگلہ دیش سے بھی، پاکستان سے بھی، ماریشس سے بھی اور افریقہ و امریکہ سے بھی، لب ہل رہے ہیں۔ دل ایک کیف آور وجد سے معمور ہیں۔ ٹیلی ویژن سکرین پہ ایک چاند مسکرایا، نور پھیلا، ہر طرف روشنی ہی روشنی، نور ہی نور!

سب اقوام کو یک جان کر دینے والی
کوبے کے زلزلہ میں مذہب اور قوم سے بالاتر خدمت خلق (غیر ملکی رضا کار زندہ باد)

[مائی نیچی شمبون (Mainichi Shimbun) جاپانی اخبار کی خبر جو ۱۰ مختلف تصویروں کے ساتھ ملک کے تمام ایڈیشنوں میں ۲۵ فروری کو شائع ہوئی]

(رپورٹر: گومی ہیروکی۔ اردو ترجمہ: مغفور منیب)

"گرم سوپ لے لیں" "چائے بھی ہے"

یہ آوازیں کوبے شہر کے ناگاتا وارڈ کے پارک سے صبح سویرے آنا شروع ہو جاتی ہیں۔ اعلان کرنے والے مضبوط آواز میں اعلان کرتے ہیں جبکہ ان کے لہجہ سے معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ کچھ غیر ملکی ہیں جو لوگوں کو چائے کی طرف بلا رہے ہیں۔ ان کی ہر صبح کیتلی سے نکلنے والی بھاپ کے ساتھ شروع ہوتی ہے۔

جماعت احمدیہ جس کا جاپان میں مرکز ناگویا میں ہے کے ممبران کوبے زلزلہ کے دو دن بعد ۱۹ جنوری کو ہی خدمت خلق کے لئے کوبے آ گئے تھے۔ دو پاکستانی رضا کاروں نے کوبے شہر کا نقشہ دیکھ کر ناگاتا وارڈ میں کیمپ قائم کرنے کا فیصلہ کیا۔ یہ علاقہ سب سے زیادہ مصیبت کا شکار ہوا تھا۔ ۲۰ جنوری کو قائم ہونے والے اس کیمپ میں ناگاتا کے شہریوں کے لئے ۲۴ گھنٹے گرم چائے ملنے کا انتظام کر دیا گیا تھا۔

شروع میں تو مختلف نقش اور شکل کے ان رضا کاروں کو جنہوں نے ایسی ٹوپیاں پہن رکھی تھیں جو یہاں کے شہریوں نے پہلے نہ دیکھی تھیں، دیکھ کر ناگاتا وارڈ کے شہری بھی نروس ہو گئے۔

اس کیمپ کے انچارج مغفور احمد منیب (عمر ۴۲ سال) جو مشنری بھی ہیں نے ہمیں بتایا کہ:

"جاپانی قوم بہت خود دار ہے۔ شروع میں تو ضرورت کی چیز بھی لوگ فوراً نہیں لیتے تھے"۔

☆ بعد ازاں ان رضا کاروں کے پیار اور گرم جوش مسکراہٹ کے گرد لوگ اکٹھا ہونا شروع ہو گئے۔ اس کیمپ میں موجود ایک خاتون نے جاپانی زبان کے مقامی لہجہ میں بے ساختہ کہا:

"یقین کریں یہ بہت زیادہ خدمت کر رہے ہیں۔ میں تو کہتی ہوں کہ ہم جاپانیوں کو ان سے سیکھنا چاہئے کہ خدمت کس طرح کی جاتی ہے"۔

☆ اسی طرح عام دنوں میں موجود ۵ یا ۶ پاکستانی رضا کاروں کے ساتھ جاپان کے مختلف شہروں سے مذہب اور قوم سے بالاتر ہو کر دوسرے رضا کار کام کر رہے ہیں اور امدادی سامان انہیں مل رہا ہے۔ ہفتہ، اتوار کی چھٹیوں میں تو ۲۰ سے ۳۰ رضا کار کام کر رہے ہوتے ہیں۔

☆ ایک رضا کار تنظیم جو مختلف شہریوں پر مشتمل ہے کے لیڈر نے مجھے بتایا کہ:

"ہماری تنظیم کا یہ طرہ امتیاز ہے کہ ہم اپنے کاموں میں سیاست اور مذہب کو نہیں آنے دیتے۔ یہاں ایک مسلمان رضا کار تنظیم کی ہم مدد کر رہے ہیں۔ یہ ایک ایسا کام ہے جو بہر حال ہمیں کرنا ہی تھا۔ اور یہاں بھی ہم مذہب سے بالاتر ہو کر ان کی مدد کر رہے ہیں"۔

☆ احمدیہ کیمپ کے نائب انچارج ۵۸ سال کے نوبواو میوشی ہیں۔ زلزلہ میں ان کا گھر اور ہر جائداد جل کر راکھ ہو چکی ہے۔ انہوں نے ہمیں مسکراتے ہوئے بتایا کہ:

"زلزلہ کے بعد فارغ رہنے کی وجہ سے اور صدمہ کی وجہ سے مجھے دن گزارنا مشکل ہو جاتا تھا۔ میں سوچ رہا تھا کہ مجھے کسی رضا کار تنظیم میں شامل ہو کر کام کرنا چاہئے۔ احمدیہ کیمپ میں شامل ہوا تو مصروف رہ کر بہت اچھے دن گزرنے لگے۔ آج کا کوبے پہلے کوبے میں تبدیل ہو جائے اس کے لئے یہ میری معمولی کوشش کسی کام آ سکے تو مجھے خوشی ہو گی"۔

کوبے کے بین الاقوامی شہر نے اپنے وسائل کی تباہی کے بعد اس کی بحالی کی شاہراہ پر قدم رکھ دیا ہے۔ کوئی نہیں جانتا کہ یہ راستہ کس قدر لمبا ہو گا۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ مذہب اور قوم سے بالاتر ہو کر خدمت کرنے والے رضا کاروں کی اس شہر کو بہت زیادہ ضرورت ہے۔ آج بھی مزیدار سوپ کی بھاپ اور مختلف اقوام کے لوگوں کے مسکراتے چہرے احمدیہ کیمپ میں نظر آتے ہیں۔ اور کوبے کے زخمی دلوں کی ڈھارس کے لئے بہت بڑا کردار ادا کر رہے ہیں۔ .... اور "اماں جی اپنی صحت کا خیال رکھیں" کی آواز (غیر ملکیوں کی زبان سے) بہت بھلی معلوم ہوتی ہے۔

اس اخبار میں آنے والی تصاویر کا تعارف

اخبار نے جو تصاویر اس آرٹیکل کے ساتھ شائع کی ہیں ان کے ساتھ جو کیپشن دئے ہیں وہ درج ذیل ہیں:

(۱) "کوبے کے بچوں کے مستقبل کی بہت فکر ہے" کیمپ کے انچارج کی بچے سے پیار کرتے ہوئے تصویر۔

(۲) دو پاکستانی رضا کار سوپ تقسیم کے لئے لے جا رہے ہیں۔

(۳) احمدیہ کیمپ میں ہر طرف سوپ کی خوشبو اور مسکراتے چہرے۔

(۴) پاکستانی رضا کاروں کے بچوں کے ساتھ پناہ گاہوں کے بچے کھیل رہے ہیں۔

(۵) برقع پہن کر بھی خواتین اس قدر کام کر سکتی ہیں۔ یہ پہلے معلوم نہ تھا۔ (لجنہ کی ۳ ممبرات تحائف تقسیم کر رہی ہیں)۔

(۶) ایک ضعیف خاتون کو اطہر صاحب اور میوشی صاحب امدادی سامان دے رہے ہیں۔

(۷) امدادی سامان کے بیچ بھی نماز ادا کرنے کی جگہ بنائی جا سکتی ہے۔ (نماز با جماعت کا منظر)۔

(۸) احمدیہ مسلم رضا کاروں کی طرف سے دیا جانے والا خوشنودی کا سرٹیفکیٹ۔ (قائم مقام صدر لجنہ سے ایک خاتون نے وصول کیا)۔

(۹) لندن سے نشر ہونے والے پروگرام کے لئے استعمال ہونے والا ڈش انٹینا۔ جماعت احمدیہ کے ٹی وی اسٹیشن سے کوبے کے زلزلے کی خبریں نشر کی جاتی ہیں۔

(۱۰) احمدیہ کیمپ سے باہر کھانے کی تقسیم کا ایک منظر۔ اس سوپ نے تو دلوں کو گرم کر دیا ہے۔ (جان ڈال دی ہے)۔

(۱۱) بچوں کے احمدیہ کیمپ میں کھیلنے کا منظر۔

DISTRIBUTORS OF CRIMPLENE/ VELVET & POLYESTER COTTON CLOTH/ QUILTS & BLANKETS/ PILLOWS & COVERS/ VELVET CURTAINS/ NYLON & SATIN FINISH BED SPREADS/ BED SETTEE & QUILT COVERS/ VELVET CUSHION COVERS/ PRAYER MATS/ ETC. ETC DIRECT SALE TO THE PUBLIC

CROWN TEXTILES,
138 ABBEY ROAD, BRADFORD, BD8 8DP
PHONE 0274 724 331/ 488 446
FAX 0274 730 121

TOWNHEAD PHARMACY
31 TOWNHEAD,
KIRKINTILLOCH,
GLASGOW G66 3JW

FOR ALL YOUR PHARMAECUTICALS NEEDS PHONE:
041 777 8568
FAX 041 776 7130

خبریں و تبصرے

(چوہدری خالد سیف اللہ خان - نمائندہ الفضل، آسٹریلیا)

ٹی وی اور خودکشی کے درمیان تعلق

۱۹۸۹ء میں جنوبی آسٹریلیا کی ایک لڑکی نے ایک کار پارک کے اوپر سے چھلانگ لگا کر خودکشی کر لی۔ خودکشی سے پہلے اس نے اپنی چیزوں کو اسی طرح بھورے رنگ کے کاغذ میں لپیٹ کر اپنی اسکول کی سہیلیوں کے لئے چھوڑا جس طرح " Night Mother " کی فلم کا سین ٹی وی پر دکھایا گیا تھا۔ اخبار ہیرلڈ لکھتا ہے کہ اس واقعہ نے ایڈیلیڈ کے ڈاکٹر مارٹن کو ٹی وی کے سین اور خودکشی کے رجحان کے تعلق پر تحقیق کرنے پر آمادہ کیا۔

ان کی تحقیق کے مطابق آسٹریلیا میں ہر سال ۱۵ تا ۱۹ سال کے ۳۰۰ سے ۴۰۰ بچے خودکشی کرتے ہیں۔ ان میں سے ۶۱ فیصد وہ تھے جو ایک یا دو ویڈیو ہر ہفتہ دیکھا کرتے تھے۔ ۲۶ فیصد کے دل میں خودکشی کے خیالات پیدا ہوتے تھے۔ ۱۱ فیصد نے خودکشی کی کوشش کی اور چار فیصد نے تو خودکشی کی متعدد کوششیں کیں۔ ڈاکٹر صاحب کی لمبی چوڑی تحقیق کا ماحصل یہ ہے کہ ٹی وی کا اثر کلچر، اقدار اور تربیت پر بہت گہرا ہوتا ہے۔ ٹی وی دیکھتے ہوئے بچے اس کے نظاروں میں اس طرح محو ہوتے ہیں کہ اس نظارے کا گویا حصہ بن جاتے ہیں اور جنس پرستی، تشدد اور ہوس پرستی کو معمول کی بات سمجھ کر پسند کرنے لگتے ہیں۔ اور غیر شعوری طور پر وہی رنگ اختیار کرنے لگتے ہیں۔

ٹی وی کے فوائد بھی ہیں اور نقصانات بھی۔ بدقسمتی سے آج کی دنیا میں ٹی وی کے اکثر پروگرام ایسے ہیں کہ ان کا نقصان ان کے فائدہ سے زیادہ ہے۔ اس دور میں مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ (M. T. A.) ایک منفرد اہمیت کا حامل ٹی وی ہے جو ہر قسم کی لغویات سے پاک ہے اور اس کے پروگرام معاشرہ کی اصلاح میں نہایت اہم کردار ادا کرنے والے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے بچوں کو مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کی پاکیزہ مجلسوں سے لطف اندوز ہونے کا ذوق عطا فرمائے اور کبھی بھی ان کے گھروں تک رعب دجال نہ پہنچ سکے۔

—○○○—

شراب پینے سے دماغ سکڑتا ہے

سڈنی مارننگ ہیرلڈ کی ۲ فروری کی اشاعت میں ایک تحقیق شراب کے مضرات پر شائع ہوئی ہے۔ سڈنی یونیورسٹی کے Professor Clive Heaper لکھتے ہیں:-

"کثرت شراب نوشی کا تعلق دماغ کے سکڑنے اور سوچنے کی قوت سے تو پہلے ہی واضح تھا لیکن اب تحقیق سے ثابت ہوا ہے کہ ہلکی شراب نوشی یا جو مجلسی طور پر کبھی کبھار پی جاتی ہے وہ بھی دماغ کے حجم کو کم کر سکتی ہے"۔

پروفیسر صاحب نے متعدد مردہ افراد کے دماغوں کا معائنہ کیا اور ان کی شراب نوشی کی تاریخ جمع کی جس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ پانچ تا آٹھ سٹینڈرڈ ڈرنک روزانہ پیتے تھے ان کے دماغ سکڑے ہوئے تھے۔ جس سے ان کی ذہنی کارکردگی مثلاً کسی مسئلہ کو حل کرنے کی اہلیت، یادداشت وغیرہ متاثر ہوئی تھی اور اس کا اثر زندگی کے عام معمولات اور کام کرنے کی صلاحیت پر بڑا گہرا پڑا تھا۔

پروفیسر صاحب نے رپورٹ میں کہا کہ عام آدمی کی کھوپڑی کے خلا (Cavities) میں ۷ فیصد (Fluid-مائع) ہوتا ہے جو کہ زیادہ پینے والوں میں بڑھ کر ۱۴ فیصد تک پہنچا ہوا تھا۔ انہوں نے کانفرنس پر اپنا مقالہ پیش کرتے ہوئے یہ نتیجہ نکالا کہ ہم جب شراب پیتے

ہیں تو اپنے دماغ کے خلیات ہی پی رہے ہوتے ہیں۔ ان کے مقالہ کا عنوان تھا۔

Are we drinking our

Neurones away

چودہ سو سال پہلے عرب کے نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا تھا کہ جو چیز زیادہ مقدار میں نشہ کرے اس کی قلیل مقدار بھی حرام ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے فرمایا۔

"وہ تجھ سے شراب اور جوئے کے متعلق پوچھتے ہیں تو کہہ دے ان دونوں میں بڑا گناہ اور (نقصان) ہے اور لوگوں کے لئے ان میں (کئی) فائدے بھی ہیں۔ اور ان کا گناہ اور (نقصان) ان کے فائدے سے بڑھ کر ہے"۔ (البقرہ: ۲۲۰)

سگرٹ نوشی اور اسقاط حمل

برٹش یونیورسٹی برطانیہ سے ملحقہ ادارہ Institute of Child Health نے حال ہی میں ایک تحقیق کی ہے جس میں سگرٹ نوشی کرنے والی ماؤں اور ان کی بیٹیوں کے بچوں کے ضائع ہونے کا تعلق معلوم کیا گیا ہے۔ اخبار ہیرلڈ آسٹریلیا اپنی ۳ فروری ۱۹۹۵ء کی اشاعت میں لکھتا ہے کہ اس غرض کے لئے پندرہ ہزار عورتوں کو ان کے بچوں کی پیدائش سے لے کر سات سال کی عمر تک زیر مطالعہ رکھا گیا۔ تحقیق پر معلوم ہوا کہ ایسی ہونے والی مائیں جن کی مائیں ایام حمل میں سگرٹ نوشی کیا کرتی تھیں ان کے اسقاط حمل کے واقعات ان عورتوں کی نسبت ۲۹ فیصد زائد تھے جن کی مائیں سگرٹ نوشی نہیں کیا کرتی تھیں۔ گویا سگرٹ نوشی کرنے والی عورتیں اپنے نواسے نواسیوں کی زندگیاں بھی خطرہ میں ڈالتی ہیں۔ اور اگر حاملہ عورت اور اس کی والدہ دونوں سگرٹ پیتی تھیں تو پھر بچوں کے ضائع ہونے کا خطرہ دوسروں کی نسبت ۶۰ فیصد بڑھ جاتا ہے۔ تحقیق کرنے والے گروپ کے سربراہ Professor Jean Golding کا خیال ہے کہ جو مائیں ایام حمل میں سگرٹ نوشی کرتی ہیں ان کے Sex Hormones کا توازن بگڑ جاتا ہے جس سے ان کی ہونے والی بچی کے Reproductive Organs (بچہ کی پیدائش میں کام آنے والے اعضاء) صحیح طور پر نشوونما پانے سے محروم رہ جاتے ہیں۔ اس سے پہلے ایک تحقیق نے ثابت کیا تھا کہ جو عورتیں ایام حمل میں سگرٹ پیتی ہیں ان کے لئے یہ زیادہ امکان ہے کہ وہ متلی، قے، اسہال، پیشاب کی تکالیف، سردرد اور کمر درد وغیرہ تکالیف میں مبتلا ہوں۔ اور اب اس تحقیق نے یہ بتایا ہے کہ سگرٹ پینے والی ماؤں کی نومولود بچیوں کی پیدائش صلاحیتوں پر مضر اثر پڑتا ہے۔

سگرٹ نوشی بہرحال ایک لغو فعل ہے جسے ہمارے بزرگوں نے ہمیشہ ناپسند کیا ہے۔ کامیاب ہونے والے مومنوں کی ایک علامت قرآن کریم نے یہ بیان فرمائی ہے کہ "وہ لغو سے اعراض کرنے والے ہیں" (سورہ المومنون: ۴) اللہ تعالیٰ ہمارے احمدی معاشرہ کو ہر قسم کی لغویات سے محفوظ رکھے۔

اَلسَّلَامُ قَبْلَ الْكَلَامِ
بات کرنے سے پہلے سلام کر لیا کرو

Muslim Television Ahmadiyya

Programme Schedule for Transmission from London
17th March 1995 - 30th March 1995

Muslim TV AHMADIYYA

Tel: +44 181 870 0922
+44 181 874 8344
+44 181 8517 (Ext. 227/230)
Fax: +44 181 870 0684

Friday 17th March

- 11:30 Tilawat
- 11: 45 Hadith
- 12:00 EUROFILE Q/A withHADHRAT Khalifat-ul-Masih IV
- 12:30 *Learning Languages with Huzoor Lesson 7 Part 2
- 1:00 Azan & Kobe Update
- 1:10 NEWS
- 1:20 FRIDAY SERMON LIVE
- 2:40 MTA variety Correct pronounciation of Duress-Sameen No.11 Part 2
- 3:00 MTA variety Mulaqat with Urdu speaking friends
- 4:50 Tomorrow's programmes

Saturday 18th March

- 11:30 Tilawat
- 11:45 Hadith
- 12:00 EUROFILE Interview : Hadhrat Khalifa tul masih IV with Bosnians friends 21/2/93 Part 2
- 12:30 *Learning Languages with Huzoor Lesson 8 Part 1
- 1:00 Azan & Kobe Update
- 1:10 NEWS
- 1:30 Around the Globe "Zarorat-e-Mazhab"
- 2:00 Children's Corner Mulaqat with Huzoor 18/3/95
- 3:00 MTA variety German Programme
- 4:00 LIQAA MA'AL ARAB
- 4:50 Tomorrow's programmes

Sunday 19th March

- 11:30 Tilawat
- 11:45 Hadith
- 12:00 EUROFILE
- 12:30 *Learning Languages with Huzoor Lesson 9 Part 1
- 1:00 Azan & Kobe Update
- 1:10 NEWS
- 1:30 Around the Globe "Sadaqat Masih-e-Maud"
- 2:00 Mulaqat - Huzoor meets various personalities
- 3:00 Letter from London
- 4:00 MTA variety news review in German Bosnian programme by Abrahim Bosic
- 4:50 Tomorrow's programmes

Monday 20th March

- 11:30 Tilawat
- 11:45 Hadith
- 12:00 EUROFILE
- 12:30 *Learning Languages with Huzoor Lesson 10 Part 1
- 1:00 Azan & Kobe Update
- 1:10 NEWS
- 1:30 Around the Globe
- 2:00 "Natural Cure" Homeopathy Lesson 69
- 3:00 MTA variety German programme
- 4:00 Children's Corner
- 4:50 Tomorrow's programmes

Tuesday 21st March

- 11:30 Tilawat
- 11:45 Hadith
- 12:00 Medical Matters (R)
- 12:30 *Learning Languages with Huzoor Lesson 10 Part 2
- 1:00 Azan & Kobe Update
- 1:10 NEWS
- 1:30 Around the Globe
- 2:00 "Natural Cure" Homeopathy Lesson 70
- 3:00 MTA variety Cooking Lesson - AL MAIDAH
- 3:30 Children's Corner
- 4:00 MTA variety
- 4:50 Tomorrow's programme

Wednesday 22nd March

- 11:30 Tilawat
- 11:45 Hadith
- 12:00 EUROFILE
- 12:30 *Learning Languages with Huzoor Lesson 11 Part 1
- 1:00 Azan & Kobe Update
- 1:10 NEWS
- 1:30 Around the Globe
- 2:00 Tarjamatul Quran No. 43
- 3:00 MTA vaiety
- 4:00 Children's Corner
- 4:50 Tomorrow's programmes

Thursday 23rd March

- 11:30 Tilawat
- 11:45 Hadith
- 12:00 EUROFILE
- 12:30 *Learning Languages with Huzoor Lesson 11 Part 2
- 1:00 Azan & Kobe Update
- 1:10 NEWS
- 1:30 Around the Globe
- 2:00 "TARJAMATUL QURAN" No. 44
- 3:00 MTA vaiety
- 3:30 Children's Corner
- 4:00 LIQAA MA'AL ARAB (R)
- 4:50 Tomorrow's programmes

Friday 24th March

- 11:30 Tilawat
- 11: 45 Hadith
- 12:00 EUROFILE
- 1:00 Kobe Update
- 1:10 NEWS
- 1:25 FRIDAY SERMON LIVE
- 2:40 MTA variety Correct pronounciation of Duress-Sameen Lesson 12 Part 1
- 3:00 Mulaqat with Urdu speaking friends
- 4:00 MTA variety 2nd Interview with Abdul Haq sb 1st Part
- 4:50 Tomorrow's programmes

Saturday 25th March

- 11:30 Tilawat
- 11:45 Hadith
- 12:00 EUROFILE Q/A with Khalifa-tul Masih IV held on 5/7/93
- 1:00 Kobe Update
- 1:10 NEWS
- 1:30 Around the globe
- 2:00 Children's Corner Mulaqat with Huzoor
- 3:00 MTA variety German programme and Bosnian programme
- 4:00 LIQAA MA'AL ARAB
- 4:50 Tomorrow's programmes

Sunday 26th March

- 11:30 Tilawat
- 11:45 Hadith
- 12:00 EUROFILE
- 1:00 Kobe Update
- 1:10 NEWS
- 1:30 Around the Globe
- 2:00 Mulaqat Q/A 26/3/95
- 3:00 Letter from London
- 4:00 MTA variety News review Bosnian program Tarbiyyat of a new Ahmadi Bosnian
- 4:50 Tomorrow's programmes

Monday 27th March

- 11:30 Tilawat
- 11:45 Hadith
- 12:00 EUROFILE
- 1:00 Kobe Update
- 1:10 NEWS
- 1:30 Around the Globe
- 2:00 "Natural Cure" Homeopathy Lesson No.71
- 3:00 MTA variety German programme
- 4:00 Children's Corner(Repeat 24/12/94) Part 2
- 4:50 Tomorrow's programmes

Tuesday 28th March

- 11:30 Tilawat
- 11:45 Hadith
- 12:00 Medical Matters
- 1:00 Kobe Update
- 1:10 NEWS
- 1:30 Around the Globe
- 2:00 "Natural Cure" Homeopathy Lesson No.72
- 3:00 MTA variety Cooking Lesson AL MAIDAH
- 3:30 Children's Corner
- 4:00 MTA variety History of Khalid bin Waleed
- 4:50 Tomorrow's programmes

Wednesday 29th March

- 11:30 Tilawat
- 11:45 Hadith
- 12:00 EUROFILE
- 1:00 Kobe Update
- 1:10 NEWS
- 1:30 Around the Globe
- 2:00 Tarjamatul Quran Lesson No.45
- 3:00 MTA variety Ways and Means of Tarbiyyat preached by The Holy Prophet (s.a.w)
- 4:00 Children's Corner Repeat of Eid show
- 4:50 Tomorrow's programmes

Thursday 30th March

- 11:30 Tilawat
- 11:45 Hadith
- 12:00 Medical Matters
- 1:00 Kobe Update
- 1:10 NEWS
- 1:30 Around the Globe
- 2:00 Tarjamatul Quran Lesson No.46
- 3:00 MTA variety Introduction to the Holy Quran and its beauties
- 3:30 Children's Corner
- 4:00 LIQAA MA'AL ARAB
- 4:50 Tomorrow's programmes

** Programmes or thier timing may change without further notice

*PLEASE NOTE
Due to various reasons we have not been able to start the "Learning Languages with Huzoor" programmes as published earlier Insha Allah, we will start this programmes as soon as possible and the details will be broadcasted daily on MTA.

۲

Al Fazl International Weekly, London

16 Gressen Hall Road, London SW18 5QL (U.K)

ISSN: 1352 9587

TELEPHONE NO. 081-870 8517

FAX NO. 081-870 1095

Vol. 2 Friday, March 17, 1995 No. 11

شذرات

(م-ا-ح)

جناب زیڈ اے سلیری پاکستان کے ان چند معمر صحافیوں میں سے ایک ہیں جن کی طالع آزمائیوں کا سلسلہ قیام پاکستان سے قبل شروع ہوا اور آج تک جاری ہے۔ یہ صاحب اخبار نویسی کے ساتھ ساتھ دانشوری بھی فرماتے ہیں اور اکثر اپنے مضامین اور کالموں میں سیاسی تبصروں کے علاوہ عوام اور حکمرانوں کو اپنے مشوروں سے نوازتے رہتے ہیں۔ اقتدار کی تبدیلی کے ساتھ ان کی مرغ بادنمائی توان کے ذاتی مفاد کی مجبوری ہے مگر ان کے ہر مقالے میں، چاہے کسی بھی موضوع پر ہو، تین باتیں ہمیشہ مذکور ہوتی ہیں۔ موقع محل ہو یا نہ ہو یا مسئلہ زیر بحث سے کچھ تعلق بنے یا نہ بنے، کسی نہ کسی طرح بات سے بات نکال کر انہیں بیچ میں لے آتے ہیں۔ ایک تو ذوالفقار علی بھٹو کی تنقیص ہے، دوسرے یہ کہ قیام پاکستان کا مقصد ملاؤں کی رجعت پسندانہ تعبیر کے مطابق نفاذ اسلام تھا اور تیسرے احمدیت کا ذکر اور کسی نہ کسی بہانے سے اس کی مخالفت۔

جہاں تک بھٹو مرحوم کو برا بھلا کہنے کا تعلق ہے، جاننے والے خوب جانتے ہیں کہ ۱۹۷۱ء میں اقتدار سنبھالتے وقت مرحوم نے اپنی پہلی نشری تقریر میں ہی انہیں پریس ٹرسٹ کی ملازمت سے برطرف کیا تھا اور گو یہ فیصلہ انتظامی تھا لیکن چونکہ زد ان کی ذات پر پڑی تھی اس لئے یہ سیخ پا ہو گئے اور آج تک پچھلے پاؤں پر کھڑے ہیں اور جب بھی قلم اٹھاتے ہیں تو اسے زہر میں ڈبو کر اس کا بدلہ لینا ضروری سمجھتے ہیں۔ جہاں تک ملک میں نفاذ اسلام کا تعلق ہے، ان کا نظریہ دوسروں پر ایک خاص قسم کا نفاذ ہے نہ کہ ان کی اپنی ذات پر اس لئے کہ خود تو یہ اپنے وقت میں نواب گرمانی اور حکیم سیف علی جیسے سکینڈل اٹھاتے رہے ہیں اور نتیجۃً عدالتوں سے سزا پاتے رہے ہیں۔ لیکن اصل لطیفہ ان کا احمدیت سے عناد اور اس کا متواتر اظہار ہے۔ قبل اس کے کہ ہم اس کی وجہ تلاش کریں اور اس حوالے سے ان کے احساس کمتری کی کنہ دریافت کریں، ان کے ایک تازہ مقالے کا اقتباس پیش خدمت ہے۔

عنوان ہے "مسلم لیگ اور پی پی پی میں نظریاتی فاصلے" اور ذکر یہ ہے کہ نظریہ نہ رہے تو ریاست معدوم ہو جاتی ہے جیسا کہ سوویت یونین میں کمیونسٹ پارٹی کی بالادستی ختم ہونے سے ملک کی ٹوٹ پھوٹ ہوئی اور بقول ان کے:

"جونہی سوویت ایمپائر کا وہ کونے کا پتھر ہٹا دیا گیا تو ملک کا پورے کا پورا ڈھانچہ زمین پر آ رہا"۔

یہاں تک تو بات درست ہوگی لیکن اس سے اگلے فقرہ کی نہ کوئی تک ہے نہ ربط اور نہ تعلق۔ بس سیانے جاٹ کی پیروی میں بات سے بات نکلتی ہوئی نہ دیکھ کر لٹھ چلا دیا ہے۔ فرماتے ہیں:

"یا پھر قادیانیوں کے معاملے پر غور کریں۔ صراط مستقیم سے کج روی نے انہیں کس مقام تک پہنچا دیا ہے۔ ملت بیضاء سے کٹ کر وہ اسلام دشمن قوتوں کا آلہ کار بن کر رہ گئے ہیں"۔ (مسائل و افکار۔ روزنامہ جنگ لندن ۲۸ دسمبر ۱۹۹۴ء)

کوئی ان سے پوچھے کہ بھلے آدمی تم کب سے "صراط مستقیم" کے ٹھیکیدار بنے ہو کہ قادیانیوں کی کج روی کی نشاندہی کر رہے ہو۔ تم اپنے عملوں کا حساب کرو اور اب اس چل چلاؤ کے وقت اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرو۔ اور احمدیوں کو اسلام دشمن قوتوں کا آلہ کار قرار دینا تو سراسر ایک ظالمانہ اتہام ہے۔ آخر ان اسلام دشمن طاقتوں کا کوئی نام بھی ہونا چاہئے اور آلہ کار بننے کی کوئی مثال بھی ہو۔ اسلام سے دشمنی رکھنے والوں کے نزدیک احمدیت تو اسلام کی ایک متحرک اور فاعل صورت ہونے کے باعث تم سے کہیں زیادہ معتوب ہے۔ کیا ہی اچھا ہو کہ موصوف صرف اس عنوان پر اپنی معلومات اور ادعاء پیش کریں اور ہم حقائق سے اس کی تغلیط کریں تاکہ دنیا دیکھ لے کہ سچا کون ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ سلیری صاحب کا بھی ایک ماضی ہے۔ کسی زمانے میں یہ خود جماعت احمدیہ میں شامل تھے۔ تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان میں تعلیم پائی ہے۔ ان کے اعزہ تو آخر دم تک احمدیت کے دامن سے وابستہ رہے مگر ان کی اپنی کجروی احمدیت کے ضابطوں کی متحمل نہیں ہو سکی اور انہوں نے دنیوی مفاد کی خاطر قطع تعلق کر لیا۔ پھر ان کے ساتھ وہی کچھ ہوا جو ایسے منحرفین کے ساتھ ہوتا چلا آیا ہے۔ احمدیت سے تو یہ نکل ہی چکے تھے لیکن غیروں نے ان کی توبہ کو کبھی قبول نہیں کیا۔ ہزار اعلانوں کے باوجود اب بھی ان کے (دوست اور) دشمن انہیں دل سے احمدی سمجھتے ہیں اور ان کے اظہار کو لائق اعتبار نہیں مانتے۔ یہی وجہ ہے کہ انہیں ہر ہفتہ عشرہ کے بعد اپنے مضمون میں احمدیت کا ذکر لا کر کیچڑ اچھالنا پڑتا ہے۔ اس سے احمدیت کا تو کچھ نہیں بگڑتا مگر مشکل یہ ہے کہ ان کی اپنی بریت اور صفائی بھی ہونے میں نہیں آتی۔ اپنے کندھے پر جس کالی دھجی کے چپکنے کا احساس انہیں چین نہیں لینے دیتا، وہ تو آخر دم تک وہاں رہے گی بلکہ ان کی اولاد در اولاد میں چلے گی جیسا کہ ان سے پہلوں کے ساتھ ہو چکا ہے۔ فاعتبروا۔

وزیر امیگریشن حکومت آسٹریلیا کا مسجد احمدیہ سڈنی میں ورود

(چوہدری خالد سیف اللہ خان - نمائندہ الفضل، آسٹریلیا)

مورخہ ۴ فروری ۱۹۹۵ء کو حکومت آسٹریلیا کے وزیر (Immigration and Ethnic Affairs) آنریبل سینیٹر Nick Bolkus مع آنریبل Roger Price ممبر پارلیمنٹ مسجد بیت الہدیٰ میں تشریف لائے۔ آپ نے جماعت کے ایک وفد سے ملاقات کے علاوہ احباب جماعت کے ساتھ فرداً فرداً بھی ملاقات کی۔ آپ کی خدمت میں مولانا محمود احمد امیر و مشنری انچارج آسٹریلیا نے ایڈریس پیش کیا جس میں جماعت کا تعارف کرایا گیا تھا۔ جواب میں آپ نے جماعت کا شکریہ ادا کیا اور حکومت کی امیگریشن پالیسی اور ملٹی کلچرل ازم (Multiculturism) کی وضاحت فرمائی۔ آپ نے مسجد، لائبریری اور نمائش ہال دیکھا۔ مسجد کی وسعت اور خوبصورتی کو سراہا اور جماعت کے بارہ میں بہت سے سوالات پوچھے۔ قرآن کریم اور حدیث کے مختلف زبانوں میں تراجم دیکھ کر بہت متاثر ہوئے۔ کہنے لگے میرے بیٹے کو تقابل مذاہب کے مطالعہ کا شوق ہے۔ چنانچہ انہیں مترجم قرآن کریم اور بعض کتب پیش کی گئیں جو انہوں نے خوشی اور شکریہ کے ساتھ وصول کیں۔ لائبریری کا تعارف ہماری نومسلم بہن طاہرہ وحید نے کرایا۔ ہال میں ایک ایسا بورڈ آویزاں تھا جس پر دنیا کا نقشہ بنا ہوا تھا اور دنیا بھر میں جہاں جہاں جماعت کے مشنز اور شاخیں قائم ہیں ان مقامات پر بجلی کے قمقمے جگمگا رہے تھے۔ اس بورڈ کے سامنے کافی دیر کھڑے رہے اور سوالات پوچھتے رہے۔ سب سے زیادہ حیرت کا اظہار اس وقت کیا جب انہیں مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کی روزانہ نشریات کے بارہ میں بتایا گیا۔ کہنے لگے کچھ روز قبل میرے ذہن میں خیال آ رہا تھا کہ کوئی ایسا ٹی وی ہو جس پر Ethnic Communities کی خبریں آیا کریں اور ان کے پروگرام پیش کئے جائیں۔ جس کو سن کر آنریبل روجر پرائس نے کہا کہ آپ تو صرف سوچ رہے ہیں انہوں نے تو کر کے دکھایا ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

وزیر موصوف نے پوچھا کہ آپ کے ٹی وی کے پروگرام کتنے بجے آتے ہیں تو جب انہیں بتایا گیا کہ رات ساڑھے بارہ بجے تو کہنے لگے پھر تو آپ لوگ ہی دیکھ سکتے ہیں۔

خدا کرے وہ وقت جلد آئے کہ دنیا کے اس حصہ میں ہمارے پروگرام دن کے وقت بھی آیا کریں تا کثرت سے لوگ ان سے مستفید ہو سکیں۔ آمین۔

کوبے کے زلزلے میں ہونے والے نقصانات کی تفصیل

۱۷ جنوری ۱۹۹۵ء کو آنے والے زلزلے کے نقصانات کا اندازہ پہلے ۱۰ دن تو بالکل نہ ہو سکا کیونکہ نقصان بہت زیادہ ہوا تھا۔ اس لئے درج ذیل اعداد و شمار بھی محض ایک اندازہ ہے۔

ہلاک شدگان:	۵،۳۴۸
لاپتہ:	۵۵
زخمی:	۱۴،۶۷۹

لائف لائن

گیس:	۱۰۰ فیصد تباہ ہو گئی۔
بجلی:	۱۰۱ فیصد تباہ ہو گئی۔
پانی کا نظام:	۱۰۰ فیصد تباہ ہو گیا۔
فون کا نظام:	۹۰ فیصد تباہ ہو گیا۔
ریلوے:	سارا نظام درہم برہم ہو گیا تھا۔
سڑکیں:	ہائی وے مکمل تباہ۔ عام سڑکیں ۲۰ فیصد تباہ۔

آگ کے واقعات

۴۰۴ مقامات پر آگ لگی۔

مکانات

۵۵،۰۰۰ مکان مکمل تباہ۔

۹۴،۰۰۰ مکان ٹوٹ گئے (یا کسی طرح کا نقصان پہنچا)۔

پناہ گاہیں

۵۹۸ مقامات میں لوگ ٹھہرے ہوئے ہیں۔

پناہ گزین: ۲۹۹،۸۵۰ افراد۔

مالی نقصان

۱۵۰ ارب ڈالر۔

۸۵ فیصد کمپنیاں زلزلے سے متاثر ہوئی ہیں۔

(تیار کردہ: Prof. Natsuyama Ryoichi)

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَسَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقًا

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے

خریداران سے گزارش

اپنے پتہ کی تبدیلی یا تصحیح کے لئے اطلاع دیتے وقت ایڈریس لیبل پر درج AFC حوالہ نمبر ضرور درج کریں شکریہ

(مینیجر)

Designing & Setting by Khalifa Rawahuddin Ahmad